جلد نمبر ۵

वर्ष 05

صوفی ازم اور علم وادب کا بے باک ترجمان

RAHBARE NOOR

QUARTERLY URDU

شمارہ نمبر ۱۹

अंक 19

سہ ماہی رہبر نور مکنپور شریف

آفتاب ولایت

حضور مدار العالمین

عالم انسانیت کے لئے بے مثل رہبر وراہ نما شخصیت

ربیع ثانی، جمادی الاول، جمادی ثانی ۱۴۴۶ھ

Oct, Nov, Dec. - 2024

سلسلہ اشاعت کا پانچواں سال

Rs.60/-

اہل بیت اطہار علیہم السلام اور چادر تطہیر

اسلام میں پردے کا رواج ایک جائزہ

لفظ مدار العالمین ایک تحقیقی تبصرہ

شرقی حکومت کا شہنشاہ ابراہیم شاہ عقیدت و محبت سے بارگاہ قطب المدار میں

ایک حیرت انگیز تاریخ

اسلامی تاریخ کا انوکھا باب

تاریخ مکن پور شریف اور مشائخ سلسلہ عالیہ مداریہ

ابوالمشرب سید مقتدا حسین جعفری دار النور مکن پور شریف کانپور (انڈیا)

بفیض روحانی۔ شہنشاہ ولایت سیّد بدیع الدّین احمد قطب المدار مدار العالمین رضی اللہ عنہ

بیادگار الحاج ڈاکٹر سیّد مرتضیٰ حسین رہبر والحاجہ سیّدہ نور النہار فاطمہ علیہما الرحمۃ والرضوان

سہ ماہی رہبر نور مکن پور شریف

ربیع ثانی ۱۴۴۶ھ
جمادی اُول، جمادی ثانی
Oct. Nov. Dec.
2024

QUARTERLY
RAHBARE NOOR
URDU

مجلس ادارت

چیف ایڈیٹر
ابو المشرب سیّد مقتدا حسین جعفری

مینیجنگ ایڈیٹر
ڈاکٹر سیّد اقتدا حسین جعفری عامر

ایڈیٹر
مفتی سیّد نثار حسین جعفری مداری

جوائنٹ ایڈیٹر
مولانا سیّد ازبر علی مداری

سرکلیشن مینیجر
سیّد شعب غازی مداری
و
سیّد قمر حسین جعفری

مجلس مشاورت

عزت مآب
مشائخ مکن پور شریف
و
جملہ علماء کرام
سلسلہ عالیہ
مداریہ

OWNER
PRINTER &
PUBLISHER
MUQTIDA HUSAIN
JAFRI
BY PRINTED -
INSHA PRINTERS
91/4 HIRA MAN
PURWA, KANPUR
&
PUBLISHED
FROM-VILL.
&
POST. MAKANPUR
KANPUR

स्वामी, प्रकाशक एवं मुद्रक- मुक़्तिदा हुसैन जाफ़री ने इंशा प्रिन्टर्स 91/4- हीरामन पुरवा कानपुर से छपवाकर सम्पादक- मुक़्तिदा हुसैन जाफ़री ने कार्यालय रहबरे नूर मकनपुर शरीफ़ कानपुर से जारी किया।

ALL DISPUTED
MATER IN VALID
KANPUR
JURISDICTION

ایڈیٹر، پبلشر و پرنٹر مقتدا حسین جعفری نے انشاء پرنٹرس 91/4 ہیرامن کا پوروہ، کانپور سے چھپوا کر دفتر رہبر نور مکن پور شریف سے جاری کیا۔

رسالہ میں شائع ہونے والے مضامین آپ کی معلومات میں اضافہ کریں گے لیکن مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا اتفاق رائے ہونا ضروری نہیں ہے

اداریہ

"تاریک تھی شب نور سحر آج ملا ہے"

ہندوستان کی تمام تر باعظمت خانقاہوں اور تمام سلاسل کے وابستگان نے شہنشاہ اولیائے کبار سید بدیع الدین قطب المدار کے مقدس روحانی رشتوں اور پاکیزہ نسبتوں سے وابستگی کا اعلان فرماتے ہوئے سلسلہ عالیہ مداریہ کے وقار وعظمت کی تائید وتصدیق میں اپنی آنکھیں بچھائی ہیں۔ جہاں جہاں بھی حقیقت شناسی کے جذبے نے سچائیوں کی روشنی بکھیری وہاں وہاں صدائیں گونج اٹھیں کہ "تاریک تھی شب نور سحر آج ملا ہے"۔

تصوف وطریقت اور فیضان اولیائے کاملین کی بے شمار تاریخی روایات شاہد عدل ہیں کہ حضور مدار پاک کی روشن وتابناک نسبتیں ہر سلسلے میں موجود ہیں۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ "وابسطہ سب ہیں دامن قطب المدار سے"۔ مگر کچھ شر پسند عناصر اپنے وجود کا ڈھانچہ کھڑا کرنے کیلئے سچے تاریخی حوالہ جات کو آئینہ دکھانے کی ناکام کوششوں میں لگے رہتے ہیں۔ جبکہ اس قسم کے بے علم اشخاص کو بھی خوب علم ہے کہ اکابر اولیائے کاملین کی معتبر کتب کے حوالوں سے بیشتر مرتبہ منکرین سلسلہ عالیہ مداریہ کو مسکت اور دنداں شکن جواب دیے جا چکے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ سورج پر دھول جھونکنے سے اس کی چمک میں کمی نہیں آتی ہے۔ حضور مدار پاک کا آفتاب ولایت اپنی نہایت ہی تابناکیوں کے ساتھ ہندوستان کی سرزمین پر 1164 برس سے روشن ہے اور صبح قیامت تک روشن رہے گا۔

محبان اولیائے کرام بالخصوص وابستگان سلسلہ عالیہ مداریہ سے "ادارہ رہبر نور" گزارش کرتا ہے کہ ہم سب مل کر حضور مدار پاک کے 608 ویں عرس پاک کے تعلق سے یہ عہد کریں کہ ہم سب اخلاص ومحبت کے ساتھ سلسلہ عالیہ مداریہ کے پیغامات کو عام کریں گے اور حضور مدار پاک کے مشن کو زندہ وجاوید بنائے رکھنے کیلئے آگے آئیں گے۔

چیف ایڈیٹر

ادارہ رہبر نور کی ایک اور عظیم پیش کش......

ہم اپنے اسلاف واکابرین کی خدمات کو وقت کے اندھیروں میں گم نہیں ہونے دیں گے

آنے والا شمارہ

حضور بابائے قوم وملت نمبر ہوگا

(۱) ولی کامل حضور سید ولی شکوہ بابا رحمۃ اللہ ایک عظیم روحانی رہبر وپیشوا۔

(۲) وہ شخصیت جس کی تمام زندگی سلسلہ مداریہ کی تبلیغ واشاعت میں گزری۔

(۳) اخلاص ومحبت کا ایسا پیکر جس کے دامن سے اپنے اور غیر سب لپٹے رہے۔

(۴) شریعت وطریقت کی مجالس میں زینت بزم اور شمع محفل نظر آنے والا شخص۔

(۵) ایک ایسا علم دوست انسان جس نے مشکل حالات اور بے سروسامانی میں بھی مکن پور شریف میں دینی تعلیم کے نظام کو قائم رکھنے میں اہم کردار ادا کیا۔

(۶) توحید پرستی، عشق رسالت، محبت اہل بیت اور جذبہ تبلیغ مداریت جس کی حیات کا سب سے اہم حصہ رہے ہیں۔

ایک زندہ وجاوید تاریخ

سنہری یادیں

خلیفہ مدار العالمین رضی اللہ عنہ کا حیرت انگیز واقعہ

از قلم: مولانا محمد منصور علی خاں قادری

اب سے تقریباً چھ سو برس پیشتر کی بات ہے حضرت سیدنا شاہ بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کا آفتاب ولایت نصف النہار پر ہے چاروں طرف ان کی ولایت وقطبیت کی دھوم ہے ہر زبان پر قطب مدار کا نام نامی ہے۔ ہر قلب میں ان کی عقیدت بسی ورچی ہے ملک کے گوشہ گوشہ کے عقیدت مند مکن پور ضلع کانپور کی سرزمین پر قطب مدار کی بارگاہ میں حاضری اپنی سعادت ونجات کا ذریعہ سمجھ رہے ہیں ایک مرد درویش نے جنگل میں منگل کا سماں پیدا کر دیا ہے ۔

جاں نثاروں نے تیرے کر دیئے جنگل آباد

اسی دور کی بات ہے کہ افغانستان میں غور نامی مقام سے ایک نوجوان مرشد کی تلاش میں چلا، در، در کی خاک چھانتا ہوا نہ جانے کہاں کہاں یہ نوجوان گیا مگر کسی بھی مقام پر دل کی مراد حاصل نہ ہوئی مہینوں کا سفر کرنے کے بعد یہ نوجوان جب ہندوستان وارد ہوا تو یہاں ہر جگہ قطب مدار کا ذکر سنا، دل میں ولولہ پیدا ہوا چلو مکن پور اور قطب مدار سے ملاقات کرو تو شاید منزل مل جائے کب تک ٹھوکریں کھاتے رہو گے اور اب نوجوان کے قدم مکن پور کی سمت تیزی سے بڑھ رہے تھے۔

منزلیں طے ہو رہی ہیں آہستہ آہستہ زندہ شاہ مدار کی نگری قریب آ رہی ہے۔ نوجوان کے دل میں ایک طوفان بپا ہے معلوم یوں ہو رہا ہے کہ جیسے کوئی اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور قدم عالم بے خودی میں اسی سمت اُٹھتے جا رہے ہیں خدا خدا کر کے مکن پور آ گیا اور آنے والا افغانی نوجوان بے ساختگی کے ساتھ زندہ شاہ مدار کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔ جلال وجمال کا ایک حسین پیکر جلوہ افروز تھا رعب ودبدبہ کا یہ عالم تھا کہ نظر ملا کر کوئی بات نہ کر سکے اور ایسی خاموشی کہ دل کی دھڑکن سنی جائے آنے والا افغانی نوجوان حیرت زدہ دم بخود محفل میں کھڑا ہے جلال وہیبت سے آواز نکل نہیں رہی ہے۔ اچانک عشق الٰہی اور محبت رسالت پناہی سے مخمور نگاہیں اٹھیں۔ نوجوان لرز گیا اور حضرت زندہ شاہ مدار نے فرمایا کہاں سے آئے ہو؟

نوجوان بولا۔ افغانستان سے آ رہا ہوں۔

بہت دور سے آ رہے ہو کیا نام ہے؟ زندہ شاہ مدار نے پھر سوال فرمایا۔

میرا قطب نام ہے۔ غور کی نسبت سے لوگ مجھے قطب غوری کہتے ہیں نوجوان نے عرض کیا۔

بہت خوب، سبحان اللہ۔ تمہارا نام بہت معنی خیز ہے۔ یہ بتاؤ یہاں کیسے آنا ہوا؟ حضرت نے فرمایا۔

نوجوان بولا۔ حضور کا بڑا نام سن کر حاضر ہوا ہوں کچھ فیض وبرکت حاصل کرنے کا عزم ہے۔ نہ جانے کس کس در پر جانے کے بعد یہاں حاضری ہوئی ہے اگر اجازت مرحمت فرمائیں تو کچھ دن قیام کر کے خدمت کی سعادت حاصل کروں گا۔ میرا دل کہتا ہے میری تقدیر اسی در سے جاگے گی۔

زندہ شاہ مدار نے فرمایا، بہتر ہے خانقاہ میں قیام کرو۔ لنگر خانہ میں طعام کا نظم رہے گا۔ وقتاً فوقتاً فقیر کے پاس حاضری دیتے رہو۔ فقیر دینے میں بخل نہیں کرتا۔ اب یہ تو لینے والے کی صلاحیت پر ہے کہ وہ کتنا اور کیسے لے۔

دن گذرتے رہے اور دلوں کی تربیت ہوتی رہی آخر ایک دن حضرت زندہ شاہ مدار نے قطب غوری کو اپنے سلسلۂ غلامی میں قبول فرمالیا۔ سلسلۂ بیعت میں داخل ہونا تھا کہ دل اور نکھرنے سنورنے لگا۔

قطب غوری پیرومرشد کی بارگاہ میں حاضر رہ کر طریقت وحقیقت ومعرفت کی منزلوں سے گذرتے رہے اور پھر ایک دن ایسا آیا کہ جب پیرومرشد نے اپنے اس مرید قطب غوری کو راہِ شریعت پر گامزن رہتے ہوئے ساغر طریقت سے سرشار پایا تو خلافت واجازت سے سرفرازی بخشی۔

اب آج سے قطب غوری کی زندگی کا نیا دور شروع ہوا۔ شریعت وطریقت کا یہ آفتاب جب اپنے عروج پر آیا تو لاکھوں دلوں کو منور کر رہا تھا کل جو خود پیاسا تھا آج مرشد کی نگاہِ فیض سے بحر طریقت بن کر ہزاروں کی تشنگی دور کر رہا تھا تشنہ کام آتے اور قطب غوری ان کی سیرابی وشادکامی عطا فرماتے۔

ایک دن حضرت قطب غوری نے اپنے مریدین میں سے منتخب فرما کر مریدوں کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا۔ آج میں نے تم لوگوں کو اس لئے طلب کیا ہے کہ اب میری زندگی سے تم ہراساں وپریشاں نہ ہونا یہ تو ایک پل ہے جس کے ذریعے ایک چاہنے والا اپنے چاہنے والے سے ملتا ہے میری وصیت دھیان سے سنو! میرے وصال کے بعد سنت وشریعت کی پابندی کے ساتھ تم لوگ مجھے غسل وکفن دینا۔ نماز جنازہ ادا کرنا۔ اور صرف ستر مریدین میرے جنازہ کو لے کر چلنا۔ اور چلتے ہی رہنا جہاں میرا جنازہ ٹھہر جائے وہاں مجھ کو دفن کر دینا۔ خیال رہے میرے وصال کے بعد تم سب مل کر اس وصیت کو پوری کرنا۔

اور آخر وہ لمحہ آ ہی گیا جب اللہ کا محبوب بندہ وصال حقیقی کی لذتوں سے شادکام وبامراد ہوا۔ قطب غوری کے وصال کی خبر مریدین پر بجلی بن کر گری۔ ہر آنکھ اشکبار، ہر دل غم سے بوجھل لیکن مشیت میں مجال دم زدن۔ توبہ معاذ اللہ، اس منزل سے تو سب کو گزرنا ہے وصیت کے مطابق غسل وکفن ہوا۔ نماز جنازہ ادا کی گئی اور اب وصیت کے آخری مرحلہ پر منتخب شدہ ستر مریدین عمل کرنے بڑھے جنازہ اٹھایا گیا۔ اور ستر مریدین چلے۔ چلے۔ چلے اور چلتے ہی رہے، تاریخ کے اس انکشاف پر آپ کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو جائیں گی کہ ستر مرید اپنے پیر قطب غوری کا جنازہ اپنے کاندھے پر لے کر ایک دن نہیں ایک ہفتہ نہیں ایک مہینہ نہیں ایک سال نہیں بلکہ مسلسل بارہ (۱۲) سال تک چلتے رہے۔ واقعہ کے اس موڑ پر آپ اپنے اندر حرارت ایمانی پائیں گے اور اسلام کی سچائی نگاہوں کے سامنے آجائے گی کہ بارہ سال تک مریدین اپنے کاندھے پر اپنے پیر کی میت جنازہ میں لے کر چلے۔ بارہ سال کی گرمی، سردی بارش سب موسم گذر گئے مگر میت نہ سڑی نہ گلی نہ کپڑے پھٹے نہ بدبو آئی۔

العظمة لله! آج سے سات سو برس پہلے قطب غوری آج کے ظالموں کو جواب دے رہے ہیں کہ نادانو! میں رسول نہیں، نبی نہیں، میں تو امام الانبیاء سید المرسلین علیہ الصلاۃ والسلام کا امتی ہوں جب امتی بارہ برس تک اپنے جنازے میں محفوظ وسلامت ہے تو رسول محترم علیہ الصلوۃ والسلام کے بارے میں یہ عقیدہ کیسے ہو گیا کہ رسول مر کر مٹی میں مل گئے۔ معاذ اللہ۔

بے ضمیر وایمان کی آواز تو یہ ہے کہ جب سیکڑوں برس بعد سید المرسلین علیہ التحیة والتسلیم کی امت کے

اولیائے کرام کی یہ عظمت ہے تو خود رفعتوں کے تاجدار آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت وشوکت کیا ہوگی سچ ہے امتی کو دیکھو تو رسول معظم کی شان سمجھ میں آئے۔

یہ ستر جاں باز وجاں نثار مریدین شمالی ہندوستان میں مکن پور ضلع کانپور سے چلے کوئی منزل نہیں کوئی نشان نہیں پتہ ٹھکانہ نہیں چلتے رہے، چلتے رہے سوال یہ ہے کہ جب کوئی منزل متعین نہیں، کوئی پتہ ٹھکانہ نہیں تو یہ ستر مریدین چلے کس طرح ؟ میں عرض کردوں چلنے والوں کو منزل نہیں معلوم مگر جس کو کاندھے پر لے کر چل رہے ہیں وہ اپنی منزل سے بخوبی واقف ہے۔ دین اسلام کے علاوہ کوئی مذہب والا نہیں بتا سکتا کہ زندہ انسان ایک مردہ (بظاہر) کی قیادت میں چل رہے ہوں۔ اللہ اکبر! یہ اسلام کی صداقت ہے اور یہ تاجدار کائنات سید الحرمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت کے ولی ہیں جن کو دنیا مردہ سمجھ رہی ہے وہ زندوں کی رہبری کررہا ہے۔ یہ مردہ جس کے محتاج زندہ ایمانی ذہن وفکر سے خیال فرمایئے اسے مردہ کہا جائے یا اسے مردہ کہنے والوں کو مردہ کہا جائے۔ قلب وذہن کا تو یہ کہنا ہے کہ ستر مریدین چل نہیں رہے ہیں بلکہ چلائے جارہے ہیں اور مکن پور سے چلنے والا یہ قافلہ اپنے کاندھے پر حضرت قطب غوری کا جنازہ لے کر مختلف مقامات پر قیام کرتا ہوا بارہ برس کے طویل عرصہ میں جنوبی ہندوستان کے مشہور مقام ''کولار'' جواب صوبۂ کرناٹک کا مشہور ضلع ہے) پہنچا۔

اس وقت اس شہر میں یہاں کی رانی کولارتا کا مشہور بت خانہ تھا اور اس کے باہر ایک بڑا تالاب بھی ہے۔ حضرت قطب غوری کے مریدین نے خیال کیا پیر صاحب تو بارہ سال سے چل رہے ہیں نہ جانے کہاں قیام فرمائیں۔ سامنے تالاب ہے حاجات ضروریہ سے فراغت کی جائے اور کچھ دیر قیام کے بعد پھر آگے بڑھا جائے حضرت کا جنازہ بت خانہ کے اندر رکھ دیا اور یہ ستر مریدین تالاب کے کنارے بیٹھ گئے۔ ابھی یہ بیٹھے ہی تھے کہ بت خانہ کا پجاری آیا اور اس نے سوال کیا آپ سب کون ہیں؟ ایک مرید نے جواب دیا ہم سب مسلمان ہیں۔ یہاں کیسے آنا ہوا، پجاری کا دوسرا سوال تھا قدرے تفصیل کے ساتھ مرید نے جواب دیا۔ ہمارے گرو نے ہم کو وصیت کی تھی کہ ان کے انتقال کے بعد ہم ان کے مرید ان کا جنازہ لے کر چلیں اور جہاں جنازہ رک جائے وہاں ان کو دفن کردیا جائے۔ آپ کو سن کر یہ حیرت ہوگی کہ ہم بارہ سال سے ان کا جنازہ لے کر چل رہے ہیں مگر ابھی تک ہمارے گرو نے کسی جگہ قیام نہیں کیا۔ نہ جانے کون سی منزل ہے بہر حال ہم یہاں تھوڑی دیر قیام کرکے آگے بڑھ جائیں گے۔ پجاری یہ کیفیت سن کر مرعوب نظر آرہا تھا، بولا۔ واقعی حیرت کی بات ہے کہ بارہ سال کا زمانہ گذر گیا اور ابھی تک پیر صاحب نے کہیں قیام نہیں کیا۔ آپ تمام لوگوں سے میری یہ گذارش ہے کہ یہاں کی رانی روزانہ سورج ڈوبنے کے بعد اس بت خانہ میں پوجا کے لئے آتی ہیں اور وہ مسلمانوں کی سخت دشمن ہے لہٰذا آپ حضرات سورج غروب ہونے سے پہلے یہاں سے روانہ ہوجائیں گے۔ غسل وغیرہ ضروریات سے فارغ ہوکر مریدین نے نمازیں ادا کیں اور پھر بت خانہ میں گئے کہ وقت قریب ہے جنازہ لے کر آگے بڑھ لیا جائے۔

مگر اب حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جس جنازہ کو بارہ سال کاندھے پر لیے ہوئے نگر نگر، قریہ قریہ گھومے وہ اب اس قدر وزنی ہوگیا ہے کہ اٹھتا ہی نہیں ستر مریدین نے پوری طاقت لگادی مگر جنازہ بال برابر نہیں اٹھتا۔ کوشش اور جدوجہد جاری تھی کہ سورج غروب ہوگیا۔ مریدین نے نماز مغرب ادا کی۔ اتنے میں بت خانہ کا پجاری آیا اور اس نے کہا کمال ہے میں بتا گیا تھا کہ سورج ڈوبنے سے پیشتر آپ لوگ یہ جگہ

چھوڑ دیجئے گا مگر آپ لوگ نہیں گئے۔ اب کیا ہوگا رانی کچھ دیر کے بعد ہی آتی ہوں گی۔

حضرت قطب غوری کے خلیفہ بولے ہمارے پیر صاحب اٹھتے ہی نہیں چلے تو بارہ سال کاندھے پر چلے اور اب لیٹے تو اٹھتے ہی نہیں ہم انہیں چھوڑ کر جا نہیں سکتے اگر ناراض نہ ہوں تو میرا خیال نہیں بلکہ یقین ہے کہ ہمارے پیر صاحب کی منزل یہی ہے۔

پجاری بولا۔ چلو ایک بار پھر طاقت لگاؤ۔ تمام مریدین پھر بت خانہ میں گئے اور اس مرتبہ ان کے ساتھ ساتھ پجاری نے بھی زور لگایا مگر جنازہ نہ اٹھتا تھا نہ اُٹھا۔

ابھی یہ بت خانہ کے باہر آنے بھی نہ پائے تھے کہ رانی آ گئی۔ اور رانی نے نئی صورتیں دیکھیں تو پجاری سے پوچھا کہ یہ سب کون ہیں یہاں کیسے آ گئے پجاری بولا۔ رانی صاحبہ یہ تمام مسلمان ہیں ان کے پیر صاحب نے وصیت فرمائی تھی کہ انتقال کے بعد ان کا جنازہ لے کر چلتے جائیں جہاں جنازہ رک جائے وہاں ان کو دفن کیا جائے رانی صاحبہ بارہ سال سے یہ مریدین یہ جنازہ لے کر چل رہے ہیں آج جب اس مقام سے گذرے تو تالاب دیکھ کر یہ مریدین ٹھہر گئے کہ ضروریات سے فارغ ہو کر آگے بڑھیں گے جنازہ اندر بت خانہ میں رکھ دیا تھا۔ میں ان کو بتا گیا تھا کہ شام ہونے سے پہلے یہ لوگ آگے بڑھ جائیں مگر رانی صاحبہ! حیرت ہے جو جنازہ بارہ سال سے کاندھے پر چلا وہ اب اٹھتا ہی نہیں۔ ہم دو مرتبہ پوری طاقت لگا چکے ہیں مگر جنازہ اٹھانے میں ناکام رہے سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ اب کون سی صورت اختیار کی جائے۔

رانی نے اتنی تفصیل سننے کے بعد کہا ہماری فوج کو بلاؤ اور اس سے کہو کہ یہ جنازہ اٹھائے فوج آئی اور پوری طاقت لگا دی مگر جنازہ نہیں اٹھا رانی کا غصہ رفتہ رفتہ تیز ہو رہا تھا غضبناک لہجہ میں کہا۔ شاہی ہاتھی حاضر کیا جائے اور اس کے ساتھ لوہے کی مضبوط زنجیر بھی پیش کیا جائے۔

حکم کی تعمیل ہوئی اور شاہی ہاتھی لوہے کی زنجیر کے ساتھ حاضر کیا گیا۔ رانی نے حکم دیا زنجیر کا ایک کنارہ ہاتھی کے پیر میں اور دوسرا کنارہ جنازہ میں باندھ دیا جائے اور ہاتھی کو دوڑایا جائے رانی کے حکم کے مطابق ایک کنارہ جنازہ میں دوسرا ہاتھی کے پیر میں باندھا گیا ہزاروں کا مجمع حیرت کی نگاہوں سے نتیجہ کا منتظر تھا ہاتھی دوڑا اور۔۔۔ اور لوہے کی موٹی زنجیر ٹوٹ گئی مگر قطب غوری کا جنازہ جہاں تھا وہیں رہا اور پھر جنازہ ہٹتا کیسے؟ منزل مل چکی تھی۔ بارہ برس کے طویل عرصہ کے بعد مقررہ جگہ پہنچے تھے اب منزل کیسے چھوڑی جائے۔

رانی نے جب یہ منظر دیکھا تو بے ساختہ بولی معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے گرو کو یہ جگہ پسند آ گئی اچھا تو یہ بت خانہ ہم نے تمہارے گرو کو دیا۔ اور صرف بت خانہ ہی نہیں آس پاس کے گاؤں بھی گرو کی نذر ہیں۔ اتنا کہہ کر رانی واپس گئی۔ بت خانہ کے پجاری نے ایمان قبول کیا۔ پورا بت خانہ بتوں سے پاک وصاف کیا گیا حضرت قطب غوری کو وصال کے بارہ سال بعد جنازے سے نکال کر وہاں دفن کیا گیا مزار شریف سے متصل مسجد تعمیر ہوئی اور جہاں برسوں معبودانِ باطل کی پوجا ہو رہی تھی ایک اللہ کے ولی نے اپنے وصال کے بارہ برس بعد اس بت خانہ کو قیامت تک کے لئے خدا خانہ بنا دیا۔ سچ کہا ہے کسی نے

ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر
فنا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری

آج بھی حضرت قطب غوری کی بارگاہ شہر کولار (کرناٹک) میں زیارت گاہ خاص وعام ہے اور فیوض وبرکات کا سرچشمہ ہے۔

• • •

तुझी से इश्क़े वफ़ा का हमें जुनून मिला
अजब असर है तेरे नाम में ख़ुदा की कसम

तेरी रगों में हमें फ़ात्मा का ख़ून मिला
इधर मदार कहा और उधर सुकून मिला

आलमे इन्सानियत को 608 वाँ

उर्से मदारुल आलमीन रज़ी.

★★★ मुबारक हो ★★★

यौमे विलादत

1 शव्वाल (ईदुल फित्र)
242 हि०

तीन रोज़ा उर्स शरीफ़

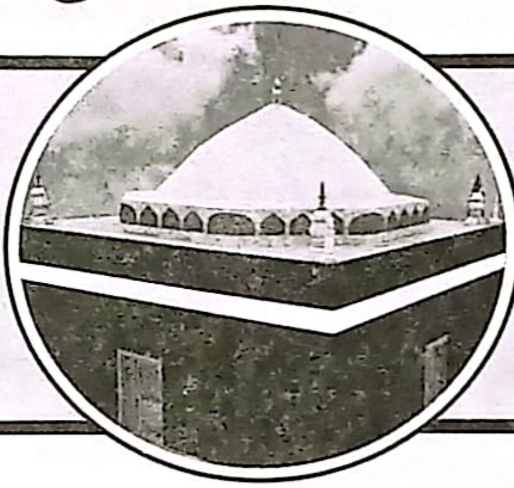

यौमे विसाल

17 जमादीउल मदार
838 हि०

18, 19, 20 नवम्बर 2024

भारत की बंजर ज़मीन पर चलाया जो दीन का हल शाहे मदार ने तो महक उठा सारा चमन इस्लामी बयार से

निस्बते अहले बैत

हुज़ूर ग़ौसे आज़म
11 वीं शरीफ़

हुज़ूर
ख़्वाजा ग़रीब नवाज़
6 ठी शरीफ़

हुज़ूर
मदारुल आलमीन
17 वीं शरीफ़

बराए ईसाले सवाब - मरहूमा हज्जन ख़ातून बेगम, ज़ौजा - सैयद ए.के. दीवान

मिनजानिब - BMWS सोसाइटी-9829664590, साई यातायात-9829183629
मीरा बिल्डिंग प्लानर एण्ड डिज़ाइनर - 9214380361
156-157 नूरे बशीरन - मदार टेकरी - गांधी नगर पहाड़ा
मदार टेकरी - उदयपुर (राजस्थान)

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور

عقائد اہل سنت

از۔ قلم ابوالحماد محمد اسرافیل حیدری المداری

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو وقت اور حالات کے مدنظر جمیع مخلوقات و جمیع کائنات، بلکہ مافی السموات ومافی الارض کے علوم وعرفان سے نواز دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر شی عیاں ہوگئی۔ اس مقام پر سب سے پہلے میں علم غیب کالغوی اور اصطلاحی معنی بیان کرتا ہوں۔

غیب کالغوی معنی

لغت میں علم غیب کا معنی چھپی ہوئی اور پوشیدہ باتوں کا علم، پیشن گوئی کا علم، وہ علم جس سے گذشتہ یا آئندہ ہونے والی بات یا حالات معلوم کیے جائیں پوشیدہ باتوں یا چیزوں کا علم۔

(اردو لغات)

علم غیب کا اصطلاحی معنی

اہلسنت کے نزدیک علم غیب کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ایسی باتوں کا علم جو حواس خمسہ اور اندازے سے معلوم نہ ہوسکیں۔ یعنی بدیہی طور پر عقل اسے معلوم نہ کر سکے علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں جو چیز حاسہ سے غائب ہو اور جو کچھ انسانی علم سے چھپا ہو وہ بمعنی غیب ہے۔ کسی چیز کو غیب یا غائب لوگوں کے اعتبار سے کہا جاتا ہے نہ کہ خدا کے اعتبار سے کہ اس سے تو کوئی چیز غائب نہیں اور فرمان باری تعالیٰ ہے "عالم الغیب والشہادۃ" اس کا مطلب ہے جو تم سے غائب ہے اسے بھی جاننے والا ہے اور جو تم دیکھ رہے ہو اسے بھی اور (یومنون بالغیب) میں غیب کا معنی ہے جو کچھ حواس سے بھی معلوم نہ ہو اور عقلوں میں بھی فوراً نہ آئے اسے صرف انبیا کرام علیہم السلام کے بتانے سے جانا جاسکتا ہے جو اس کا انکار کرے اسے ملحد کہتے ہیں۔

(المفردات فی غرائب القرآن المؤلف: ابو القاسم الحسین بن محمد المعروف بالراغب ألاصفهانی)

غیب کا معنی ومفہوم

غیب اس پوشیدہ حقیقت کو کہا جاتا ہے جو نہ حواس خمسہ سے معلوم ہو نہ عقل سے معلوم ہو۔ اس پر ایمان لانا مسلمان ہونے کی پہلی شرط ہے۔

ایمان تصدیق قلبی کو کہا جاتا ہے تصدیق علم کے بغیر نہیں ہوسکتی تو غیب پر ایمان کا مطلب ہوا غیب کی تصدیق۔ اور غیب کی تصدیق غیب کے علم کے بغیر نہیں ہوسکتی کہ بغیر علم تصدیق کرنا جھوٹ ہے مثلاً خدا کی ذات وصفات، ملائکہ،

انبیا، قبر، حشر نشر، قیامت، جنت اور جہنم کی تفصیلات وغیرہ وہ حقائق ہیں جو نہ حواس سے معلوم ہیں نہ عقل سے۔ ہر مسلمان صرف نبی کے بتانے سے ان پر ایمان لاتا ہے ہے مثلاً قبر میں پہلا سوال، دوسرا سوال، تیسرا سوال، منکر نکیر وغیرہ ان حقائق کو سچا یقین کرنا تصدیق ہے اور یہی ایمان ہے۔ ہر مسلمان ان حقائق کو جانتا بھی ہے اور دل سے حق سچ مانتا بھی ہے۔ یہ سب علم غیب ہے جو نبی کے ذریعے ہمیں ملا ہے اور انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و عنایت سے عطا فرمایا۔ اب اگر کوئی شخص نبی کے لیے ہی علم غیب نہ مانے تو وہ نبی کی بات اور دعوت کی تصدیق کیسے کرے گا؟

اللہ کا نبی صلّی اللہ علیہ وسلم ان حقائق کی خبریں دیں گے اور وہ کہے گا آپ کو غیب کا کیا پتہ؟ اور جس کے پاس علم غیب نہیں اس کی غیبی خبر کا کیا اعتبار؟

نبوت کا معنی

نبوّت کہتے ہی ہیں علم غیب دینے کو امام قاضی عیَاض مالکی شِفا شریف میں فرماتے ہیں:

اَلنُّبُوّۃُ: فِی لُغَۃِ مَنْ ھَمَزَ مَأْخُوذَۃٌ مِنَ النَّبأ، وَھُوَ الخبر وقد لا یھمز عَلَی ھَذَا التَّأْوِیلِ تَسْھِیلًا. وَالْمَعْنَی: أَنَّ اللّٰہَ تَعَالَی أَطْلَعَہُ عَلَی غَیْبِہِ، وَأَعْلَمَہُ أَنَّہُ نَبِیُّہُ فَیَکُونُ نَبِیّ.

نُبُوّت کے معنی ہوں گے اللہ نے آپ کو اپنے غیوب پر مطلع کیا اور آپ کو بتا دیا کہ آپ اس کے نبی ہیں۔ (کتاب الشفاء باب الرابع)

امام ابن حَجَر مکّی مُدخَل میں اور امام قَسطَلانی مَوَاہِبُ اللَّدُنِیّہ میں فرماتے ہیں:

اِنّ اَلنّبوّۃ بِالْھَمْزَۃِ مَاخُوذَۃٌ مِن النباءِ وَھُوَ الْخَبرُ اَیْ اَطْلَعَہُ اللہُ عَلَی الْغَیْبِ

نُبُوّت نَبَاءٌ سے ماخوذ ہے بمعنی خبر یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیب پر اطلاع دی۔

المواھب اللدنیۃ المقصد الثانی

تفسیرِ معالم وتفسیرِ خازن میں ہے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو علمِ غیب آتا ہے وہ تمھیں بھی تعلیم فرماتے ہیں۔ (تفسیر خازن سورۃ التکویر تحت الآیہ 24, ج 4, ص357)

عربی زبان میں نبی کا مطلب ہے۔ غیب کی خبریں دینے والا اور ظاہر ہے کہ غیب کی خبر وہی دے گا جسے غیب کا علم ہو گا بغیر علم کے خبر جھوٹی ہوتی ہے جبکہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کی خبر قطعی سچی ہوتی ہے۔ عربی کی لغت کی معتبر کتاب المنجد میں ہے۔

والنبوہ الاخبار عن الغیب أو المستقبل بالھام من الاخبار عن وما یتعلق بہ تعالی المنجد 784

ترجمہ: ”نبوت کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام یا کر غیب یا مستقبل کی خبر دینا۔ نبی کا مطلب اور اس کے متعلقات کی خبر دینے والا۔“

ابن منظور لسان العرب میں کہتے ہیں

الْمُخْبِر عَنِ اللّٰہِ، عَزّ وَجَلّ،، لأَنہ أَنْبَأَ عَنْہُ، وَھُوَ فَعِیلٌ بِمَعْنَی فاعِلٍ.

(لسان العرب لابن منظور)

”نبی کا معنی کی خبر دینے والا کیونکہ نبی نے کی خبر دی۔ فعیل فاعل کے معنی میں۔“

علم غیب کی اقسام

علم غیب کی دو قسمیں ہیں:

(1) علم غیب ذاتی یہ وہ علم ہے جو ذات باری تعالیٰ کو ہے اور اسی کے ساتھ خاص ہے اور جن آیات میں غیر اللہ سے علمِ غیب کی نفی کی گئی ہے وہاں یہی علمِ غیب مراد ہوتا ہے۔

(2) جس کے حاصل ہونے پر دلیل موجود ہو جیسے اللہ تعالیٰ کی

ذات وصفات، گذشتہ انبیا کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور قوموں کے احوال نیز قیامت میں ہونے والے واقعات وغیرہ کا علم۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے بتانے سے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو معلوم ہیں اور ان کے بتانے سے علمائے ربانیین کو بھی حاصل ہے اور جہاں بھی غیرُ اللہ کے لیے غیب کی معلومات کا ثبوت ہے وہاں اللہ تعالیٰ کا بتایا ہوا علم غیب ہی مراد ہے۔(تفسیر الصاوی وغیرہ تحت الآیۃ 3,)

علم غیب رسول کا ایک معجزہ ہے

حضور اقدس صلی تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات میں سے آپ کا علم غیب بھی ہے۔اس بات پر تمام امت کا اتفاق ہے کہ علم غیب ذاتی تو خدا کے سوا کسی اور کو نہیں ہے مگر اپنے برگزیدہ بندوں یعنی اپنے نبیوں اور رسولوں وغیرھم کو علم غیب عطا فرماتا ہے۔یہ علم غیب عطائی کہلاتا ہے۔

علم غیب ذاتی خاص باری تعالیٰ ہے

علمِ غیب ذاتی کا خاص حضرتِ عزت ہونا بے شک حق ہے اور کیوں نہ ہو کہ اللہ رب عزوجل فرماتا ہے قُلْ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَیْبَ إِلَّا اللّٰہُ.

(سورة النمل)

اے حبیب! آپ فرمادیں کہ آسمانوں اور زمین میں اس کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہے:

وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها إلا هو

ترجمہ: اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس ذات کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

(الآیۃ الأنعام: 59)،اور ارشاد ہے: إن اللّٰـــه عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الأرحام وما تدري نفس ماذا تكسب غدا وما تدري نفس بأي أرض تموت إن الله عليم خبير.

ترجمہ: بیشک اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ذاتی ہے اور وہی بارش نازل کرتا ہے، اور وہ جانتا ہے جو مادہ کی رحموں میں ہے، اور کوئی صاحب نفس بذات خود نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کرے گا، اور کوئی صاحب نفس بذات خود نہیں جانتا کہ وہ کس سرزمین میں مرے گا، بیشک اللہ دائمی علم والا ہمیشہ خبر رکھنے والا ہے۔

(لقمان:34)

اس سے مراد وہی علم ذاتی و علم محیط ہے کہ وہی باری عزوجل کے لیئے ثابت اور اسی سے مخصوص ہے۔رہا علم عطائی کہ اللہ رب العالمین کا دیا ہوا ہو۔علم غیر محیط کہ بعض اشیاء سے مطلع بعض سے ناواقف ہو، عزوجل کے لیے ہو ہی نہیں سکتا، اس سے مخصوص ہونا تو دوسرا درجہ ہے۔اللہ تعالیٰ کے بتائے بغیر کسی کے لیے ایک ذرے کا علمِ غیب ماننا قطعی کفر ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں جیسے انبیا کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اکابر اولیاء عِظام رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِم پر ”غیب“ کے دروازے اپنے فضل وکرم سے کھولتا ہے جیسا کہ خود قرآن وحدیث میں ہے۔

خاص مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم

اہلِ سُنّت کا مسئلہ علم غیب میں یہ عقیدہ ہے کہ اللہ رب العزت نے حضور نبیِ آخر الزمان صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو علمِ غیب عنایت فرمایا ہے۔اللہ عزوجل کی عطا سے علوم غیبِ غیرِ محیط کا انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو ملنا بھی قطعاً حق ہے جیسا کہ قرآن مجید کی متعدد آیات میں اس کی صراحت ہے۔

نبیِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے علوم غیبیہ کا ثبوت قرآن حکیم سے حضور سیدنا نبیِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ

وسلّم کے علوم غیبیہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ جا بجا قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے: اس مقام پر ہم چند آیات قرآنیہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں مُلاحظہ فرمائیں اورنبیِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی محبت میں اپنی آنکھیں ٹھنڈی کریں:

(1) رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ- فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ-وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ(179)

ترجمہ: مدار الایمان: اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو! تمہیں غیب کاعلم عطا فرما دے ہاں! اس علم غیب کیلئے اللہ اپنے رسولوں میں سے چن لیتا ہے جسے چاہتا ہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو تمہارے لئے بڑا اجر ہے۔

(پ4، ال عمران:179)

آیت کریمہ کی شانِ نزول

امام شہابُ الدّین احمد بن علی المعروف ابنِ حجر عسقلانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوْرَانِی نقل فرماتے ہیں: نبیِ کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے صحابۂ کرام سے فرمایا: میری اُمّت مجھ پر ایسے پیش کی گئی جیسے حضرتِ آدم علیہ السّلام پر پیش کی گئی تھی تو میں نے جان لیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا۔ یہ بات جب منافقین تک پہنچی تو انہوں نے کہا: مَعَاذَاللہ محمد (صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم) گمان کرتے ہیں کہ وہ جانتے ہیں کون ان پر ایمان لائے گا اور کون کفر کریگا حالانکہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں جانتے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی۔

(العجاب فی بیان الاسباب، 798/2)

امام بَغوی (المتوفی:510ھ)،

امام سراجُ الدّین عمر حنبلی (المتوفی:775ھ)،

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سلونی پر

امام محمد بن احمد شربینی (المتوفی:977ھ) اور امام علاء الدّین علی بن محمد الخازن رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (المتوفی: 741ھ) نے کچھ الفاظ کے اختلاف کے ساتھ مزید یوں بیان فرمایا ہے کہ: منافقوں کا اعتراض سُن کر ہمارے پیارے نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم منبر پر کھڑے ہوئے، اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم پر اعتراض کرتے ہیں: لَا تَسْاَلُوْنِی عَنْ شَیْءٍ فِیما بَینَکُم وَبَینَ السَّاعَةِ اِلَّا نَبَّاْتُکُم بِهٖ یعنی تمہارے اور قیامت کے درمیان جو کچھ بھی ہے تم مجھ سے ان میں سے جس کسی چیز کے بارے میں سُوال کرو گے میں بفضلہٖ تعالیٰ تمہیں اس کی خبر دے دوں گا۔ حضرتِ سیّدُنا عبداللہ بن حُذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا: مَنْ اَبِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ یعنی یارسولَ اللہ! میرا والد کون ہے؟ ارشاد فرمایا: حُذافہ، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کی: یا رسولَ اللہ! صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم، ہم اللہ پاک کے ربّ ہونے، اسلام کے دین ہونے، قرآن کے امام و پیشوا ہونے اور آپ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کے نبی ہونے پر راضی ہیں، اللہ پاک آپ کے درجات بلند فرمائے ہمیں معاف فرما دیجئے۔ نبیِ کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے دو مرتبہ فرمایا: فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ تو کیا تم باز آئے، پھر آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم منبر سے نیچے تشریف لے آئے اس پر اللہ پاک نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

(خازن، پ4، ال عمران، تحت الآیۃ:179، 328/1)

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پہلے جو کچھ نہیں جانتے تھے اللہ تعالیٰ نے وہ سب عطا فرما دیا:

(2) حضور سیدنا نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم

کے علمِ غیب کے بارے میں قرانِ پاک پانچویں پارے میں یوں ارشاد فرماتا ہے:

وَ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ–وَ کَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا(113)

ترجمہ: مدارالایمان: اور اے حبیب! آپ کو وہ سب کچھ سکھا دیا جو آپ کے علم میں نہیں تھا اور اللہ کا آپ پر بڑا فضل ہے۔ (پ5،النساء:113)

یہ آیتِ مبارکہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کی عظیم مدح اور تعریف پر مشتمل ہے۔ اللہ ربّ العزّت نے اپنے حبیب صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور آپ کو دین کے اُمور، شریعت کے احکام اور غیب کے وہ تمام عُلوم عطا فرما دیئے جو پہلے آپ نہیں جانتے تھے۔

اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کو ماکان و ما یکون کا علم عطا فرمایا چنانچہ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں امام ابوجعفر محمد بن جریر طَبَری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

مِنْ خَبَرِ الْأَوَّلِینَ وَالْآخِرِیْنَ، وَمَا کَانَ وَمَا هُوَ کَائِنٌ، فَکُلُّ ذٰلِکَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ عَلَیْکَ

یعنی اللہ پاک نے آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کو اوّلین وآخرین کا علم عطا فرما دیا اور جو کچھ ہو چکا اور جو ہو گا ان سب کا علم بھی عطا فرما دیا اور یہ سب کچھ آپ پر آپ کے ربّ کا فضل ہے۔ (تفسیر طبری،4/275)

یادرہے "مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ" میں وہ سب کچھ داخل ہے جو ہمارے پیارے نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم پہلے نہ جانتے تھے۔ اسی آیتِ کریمہ کے تحت تفسیر البحر المحیط، ج 3،ص362 میں، اور زاد المسیر فی علم التفسیر، جز ثانی، ج 1،ص118، میں اور "روح المعانی، ج3،ص"187 میں اس کی تصریح اور وضاحت ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

(3) اللہ ربّ العزّت سورۃ الرحمٰن میں ارشاد فرماتا ہے:(اَلرَّحْمٰنُ(۱) عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ(۲) خَلَقَ الْاِنْسَانَ(۳) عَلَّمَهُ الْبَیَانَ(۴)

ترجمہ: مدارالایمان: رحمٰن نے اپنے حبیب کو قرآن سکھایا۔ انسان کامل حضرت محمد کو پیدا فرمایا، ان کو (مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن کے) بیان کی تعلیم دی۔

(پ27،الرحمٰن:1تا4)

نبی کریم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کو اولین و آخرین اور ما کان و ما یکون کا علم اللہ تعالٰی نے سکھایا اس آیت میں "انسان" اور "بیان" کے مِصداق کے بارے میں مفسّرین کے مختلف قول ہیں، تفسیر خازن میں ایک قول اس طرح ہے:

اَرَادَ بِالإنسانِ مُحَمَّدًا صلّی اللّٰهُ عَلَیه وَسَلَّمَ یہاں انسان سے مراد محمدِ مصطفٰے صلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم ہیں۔ اور عَلَّمَهُ الْبَیَان یعنی *بَیَانَ مَا یَکُونُ وَمَا کَانَ لِأَنَّه صَلَّی اللّٰـهِ عَلَیْـهِ وَسَلَّم یُنبِءُ عَن خَبَرِ الأَوَّلِینَ وَالآخِرِینَ وَعَن یَومِ الدِّین * یعنی "بیان" سے "مَاکَانَ وَمَا یَکُوْنُ" یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ آئندہ ہو گا، کا بیان مراد ھے کیونکہ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اوّلین و آخِرین اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے تھے۔(خازن، الرحمٰن، تحت الآیۃ:3-4،4/208)

مفسرین کرام نبی کریم صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کے لیئے علوم ماکان وما یکون ثابت کرتے ہیں:

چنانچہ امام حسین بن مسعود بَغَوی (التوفی:510ھ) نے تفسیر معالم التنزیل،4/243 پر، امام عبدالرحمٰن ابنِ جوزی (التوفی:597ھ) نے تفسیر زاد المسیر، جز اوّل، 4/304 پر، علامہ ثناء اللہ نقشبندی (التوفی:1225ھ) نے تفسیرِ مظہری،9/123 پر، علامہ احمد الصاوی (التوفی: 1241ھ) نےتفسیرِ صاوی،6/2074 پر اسی آیت کے تحت

ہمارے پیارے نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم کے لئے لِمِ ما کان وما یکون کا ثبوت ذکر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو غیب کا علم عطا کرتا ہے چنانچہ سورۃ الجن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا(26)) اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا(27)

ترجمہ: مدار الایمان: اللہ عالم الغیب ہے تو وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلّط نہیں کرتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے تو بیشک وہ ان کے آگے پیچھے پہرا مقرّر کردیتا ہے۔

(پ29، سورۃ الجن:26-27)

ان آیات کریمہ کے ذیل میں علامہ علاء الدین علی ابن محمد الخازن رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں: أی هو عالم ماغاب عن العباد فلا یطلع علی غیبه " أی الغیب الذی یعلمه و انفرد به" أحدا من الناس ثم استثنیٰ فقال تعالیٰ (إلا من ارتضی من رسول) یعنی إلا من یصطفیه لرسالته و نبوته، فیظهر علی ما یشاء من الغیب حتی یستدل علی نبوته بما یخبر به من المغیبات فیکون ذالک معجزة لهو آیة دالة علی نبوته.

ترجمہ: یعنی بندوں سے جو بھی چیزیں غائب ہیں وہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ تو اس غیب پر جس کا علم اسے ہے اور اس علم میں وہ ذاتی طور پر منفرد ہے لوگوں میں سے کسی (کاھن، نجومی، عراف، اور اجنہ و ارواح خبیثہ وغیرھم) کو مطلع نہیں فرماتا ہے۔ پھر اس آیت کریمہ میں خود اللہ رب العزت نے استثنیٰ فرمایا اور ارشاد فرمایا "الا من ارتضیٰ من رسول" سے یعنی اللہ تعالیٰ جن کو اپنی رسالت اور نبوت کیلئے منتخب فرماتا ہے ان پر جتنا وہ چاہتا ہے غیب کا علم ظاہر فرمادیتا ہے تا کہ ان مغیبات کے علم سے ان حضرات کی نبوت پر دلیل قائم ہوسکے، پس یہ علومِ غیبیہ اس نبی اور رسول کی نبوت و رسالت کے معجزات ہوجاتے ہیں۔ (الخازن زیر آیت 26,27 سورۃ الجن پ،29)

نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم غیب بتانے میں بخیل نہیں ہوتے

چنانچہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

(وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ(24)

ترجمہ: مدار الایمان: اور وہ میرا حبیب نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں ہے۔ (پ30، سورۃ التکویر:24)

تفسیر خازن اور تفسیر البغوی میں اس آیت کے تحت ہے (وما هو) یعنی محمداً صلّی الله علیه وسلم (علی الغیب) ای الوحی و خبر السماء و ما اطلع علیه مما کان غائباً عنه من الانباء والقصص یعنی حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وحی، آسمان کی خبر اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلم سے جو خبریں اور قصے آپ سے غائب تھے ان سب کا علم آپ کو عطا کیا گیا ان علوم غیبیہ کو بتانے میں آپ بخیل نہیں ہیں۔

اور تفسیر الکشاف میں ہے۔

و ما محمد علی ما یخبر به من الغیب من روية والوحی الیه و غیر ذلک بمتهم من الظنة و هی التهمة. اگر ضنین کے بجائے

ظنین الظنة سے پڑھا جائے جو متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی قرأت ہے تو معنی ہوگا حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبریل علیہ السلام کی ملاقات سے اور وحی کے ذریعے اور دوسرے ذرائع سے جو علوم غیبیہ عطا ہوئے ان کو بتانے میں متہم نہیں ہیں

علم غیب ذاتی یا عطائی

قرآن کریم کے کسی مسئلہ سے متعلق بعض آیات کو لینا اور بعض کو ہاتھ ہی نہ لگانا وہ بددیانتی ہے جو توریت کے ساتھ یہودی علماء اور انجیل کے ساتھ مسیحی پادری کرتے رہے۔ جسے قرآن کریم میں تحریف اور کتاب اللہ کا انکار قرار دیا گیا ہے۔ کچھ علماء نے بھی وہی وطیرہ اپنایا ہوا ہے۔ اپنے مطلب کی بات لینا اور جو اپنے خلاف ہو اسے چھوڑ دینا۔ اس جرم کی سزا قرآن میں یہ بتائی گئی ہے۔ کہ "دنیا میں ذلت اور آخرت میں سخت تر عذاب" گ

قرآن مجید میں دونوں قسم کی آیتیں ہیں۔ بعض آیتوں میں یہ ہے کہ خدا کے نبیوں کو علم غیب حاصل ہے اور بعض آیتوں میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی علم غیب نہیں ہے۔ بلاشبہ یہ دونوں آیتیں حق ہیں اور ان دونوں آیتوں پر ایمان لانا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے اور ان دونوں آیتوں میں سے کسی کا بھی انکار کرنا کفر ہے۔ البتہ ان آیات کی احسن توجیہات علمائے اہل سنت والجماعت نے کر دی ہیں کہ جہاں جہاں قرآن میں یہ ہے کہ نبیوں کو علم غیب حاصل ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ نبیوں کو خدا کے عطا فرمانے سے غیب کا علم حاصل ہے اور جہاں جہاں قرآن میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی علم غیب نہیں ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ بغیر ؟ تعالیٰ کے بتائے ہوئے کسی کو بھی کسی چیز کا علم غیب حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔ ہرگز ہرگز ان دونوں قسم کی آیتوں میں کوئی تعارض اور ٹکراؤ نہیں ہے۔

علمِ ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے اس کے غیر کے لیے محال ہے، جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرّہ سے کمتر سے کمتر غیر خدا کے لیے مانے وہ یقیناً کافر و مشرک ہے۔

غیر متناہی بالفعل کو شامل ہونا صرف علمِ الٰہی کیلئے ہے۔ کسی مخلوق کا معلوماتِ الٰہیہ کو بتفصیل تام محیط ہو جانا شرع سے بھی محال ہے اور عقل سے بھی، بلکہ اگر تمام اہلِ عالم اگلے پچھلوں سب کے جملہ علوم جمع کیے جائیں تو اُن کو علومِ الٰہیہ سے وہ نسبت نہ ہوگی جو ایک بُوند کے دس لاکھ حصوں سے ایک حصے کو دس لاکھ سمندروں سے۔

ہماری تقریر سے روشن و تاباں ہوگیا کہ تمام مخلوق کے جملہ علوم مل کر بھی علمِ الٰہی سے مساوی ہونے کا شبہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اس کا خطرہ گذرے۔

ہم قاہر دلیلیں قائم کر چکے کہ علم مخلوق کا جمیع معلوماتِ الٰہیہ کو محیط ہونا عقل و شرع دونوں کی رو سے یقیناً محال ہے۔

علم ذاتی اور بالاستیعاب محیط تفصیلی یہ اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہیں۔ بندوں کے لیے صرف ایک گونہ علم بعطائے الٰہی ہے۔

علمائے اہل سنت نہ علمِ الٰہی سے مساوات مانتے ہیں نہ غیر کے لیے علم بالذات جانتے ہیں اور عطائے الٰہی سے بھی بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع علوم۔

لیکن یہ بعض بھی جو اللہ تعالیٰ کے علم بحر محیط کا قطرہ ہے وہ ما کان و مایکون کے علم کو شامل ہے۔

تنبیہات

(الف) جہاں علم غیب کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص کیا جائے یا اس کی بندوں سے نفی کی جائے تو اس علم غیب سے ذاتی، دائمی، جمیع علوم غیبیہ، قدیمی مراد ہوگا۔

(ب) جہاں علم غیب بندوں کے لیے ثابت کیا جائے یا کسی نبی کا قول قرآن میں نقل کیا جائے کہ فلاں پیغمبر نے فرمایا کہ میں غیب جانتا ہوں وہاں مجازی، حادث، عطائی علم غیب مراد ہوگا۔

علم غیب مصطفیٰ اور احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوات والتسلیمات حضور مصطفیٰ جان عالم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کیلئے

علوم غیبیہ کے ثبوت جس طرح قرآنی آیات میں جا بجا ملتے ہیں اسی طرح احادیث کریمہ میں خود رسول ؟ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اپنی علوم غیبیہ کا اظہار فرمایا ہے اور بیان رسالت زبان رسالت سے صادر ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمیع ما کان وما یکون کے علوم اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عطا فرما دیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے آپنے رب کا دیدار فرمایا اور آپ پر ہر چیز روشن ہوگئی اور شی کا عرفان حاصل ہوگیا چنانچہ جلیل القدر صحابی رسول حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ ایک دن صبح کی نماز کے لیئے رسول ؟ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ تاخیر سے تشریف لائے یوں لگتا تھا کہ سورج نکل آیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلدی سے تشریف لائے تکبیر ہوئی مختصر نماز پڑھائی، سلام پھیر کر با آواز بلند فرمایا اپنی جگہ بیٹھے رہو پھر ہماری طرف رخ انور پھیر کر فرمایا۔ میں تمھیں تاخیر کی وجہ بتاتا ہوں، میں رات کو اٹھا، وضو کر کے جتنا اللہ نے چاہا نماز پڑھی، مجھے نماز میں اونگھ آگئی دیکھا تو سامنے بہترین صورت میں میرا پروردگار تھا۔ چنانچہ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

"عن معاذ ابن جبل قال:احتُبِسَ عنَّا رسولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ علَيهِ وسلَّمَ ذاتَ غداةٍ من صلاةِ الصُّبحِ حتَّى كدنا نتَرائى عينَ الشَّمسِ، فخرجَ سريعًا فثوِّبَ بالصَّلاةِ، فصلَّى رسولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ علَيهِ وسلَّمَ وتجوَّزَ في صلاتِهِ، فلمَّا سلَّمَ دعا بصوتِهِ فقالَ لَنا: علَى مصافِّكم كما أنتُمْ ثمَّ انفتلَ إلينا فقالَ: أما إنِّي سأحدِّثُكم ما حبسَني عنكمُ الغداةَ: أنِّي قمتُ منَ اللَّيلِ فتوضَّأتُ فصلَّيتُ ما قُدِّرَ لي فنعَستُ في صلاتي فاستثقلتُ، فإذا أنا بربِّي تبارَكَ وتعالى في أحسَنِ صورةٍ، فقالَ: يا مُحمَّدُ قلتُ: ربِّ لبَّيكَ، قالَ: فيمَ يختصِمُ الملأُ الأعلى؟ قلتُ: لا أدري ربِّ، قالَها ثلاثًا قالَ: فرأيتُهُ وضعَ كفَّهُ بينَ كتفيَّ حتَّى وجدتُ بردَ أناملِهِ بينَ ثدييَّ، فتجلَّى لي كلُّ شيءٍ وعرَفتُ، فقالَ: يا محمَّدُ، قلتُ: لبَّيكَ ربِّ، قالَ: فيمَ يختصمُ الملأُ الأعلى؟ قلتُ: في الكفَّاراتِ، قالَ: ما هنَّ؟ قلتُ: مَشيُ الأقدامِ إلى الجماعاتِ، والجلوسُ في المساجدِ بعدَ الصَّلاةِ، وإسباغُ الوضوءِ في المَكروهاتِ، قالَ: ثمَّ فيمَ؟ قلتُ: إطعامُ الطَّعامِ، ولينُ الكلامِ، والصَّلاةُ باللَّيلِ والنَّاسُ نيامٌ .قالَ: سَل .قُل: اللَّهمَّ إنِّي أسألُكَ فعلَ الخيراتِ، وتركَ المنكراتِ، وحُبَّ المساكينِ، وأن تغفِرَ لي وترحَمَني، وإذا أردتَ فتنةً في قومٍ فتوفَّني غيرَ مفتونٍ، وأسألُكَ حبَّكَ وحبَّ من يحبُّكَ، وحبَّ عملٍ يقرِّبُ إلى حُبِّكَ، قالَ رسولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ علَيهِ وسلَّمَ: إنَّها حقٌّ فادرُسوها ثمَّ تعلَّموها الحديث صحيح

جامع الترمذی

الصفحة أو الرقم:3235|:

واللفظ لہ، وأحمد (22162)

''ترجمہ: فرمایا:

اے محمد ﷺ! میں نے عرض کی، میرے پروردگار! حاضر ہوں۔ فرمایا: فرشتے کس بات میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کی: مجھے معلوم نہیں۔ یہی بات تین بار فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا: کہ میں نے دیکھا رب تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان میں رکھا یہاں تک کہ میں نے اس کی انگلیوں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی (انگلیوں سے مراد جو بھی ہے اللہ بہتر جانتا ہے)

پھر ہر چیز مجھ پر روشن ہوگئی اور ہر چیز کی معرفت مجھے ہوگئی۔ الی آخر الحدیث'' یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی ماھیت آپ پر روشن فرمادی اور ہر شیء کا عرفان عطا فرما دیا۔ پھر فرمایا: اے محمد! میں نے کہا لَبَّیکَ یا رَبِّیْ، فرمایا مَلَأ اَعْلَیٰ کس چیز میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: کفارات کے بارے میں۔ ارشاد کیا کفارات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی: جماعتوں کیلئے گھروں سے مساجد کی طرف جانا، مسجدوں میں جماعت کے بعد کچھ دیر ذکر و اذکار کیلئے بیٹھنا، اور ناپسندیدہ وقتوں میں مکمل وضو کرنا۔ پھر رب تعالیٰ نے پوچھا اور کس چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: کھانا کھلانے، نرم گفتگو کرنے، اور راتوں میں نماز پڑھنا جبکہ دوسرے لوگ سو رہے ہوں۔ پھر رب تعالیٰ نے فرمایا: اے حبیب! آپ جو چاہیں مانگیں۔ میں نے عرض کی: اے پروردگار! میں تجھ سے بھلائی کے کام کرنا، برائیوں سے رکنے، مساکین کی محبت، اور یہ کہ تو میرے لیئے (میری امت کی) مغفرت فرمائے، اور مجھ پر رحم فرمائے، اور جب تو کسی قوم میں فتنہ وآزمائش کا ارادہ کرے تو مجھے غیر مفتون اٹھا لینا، اے میرے مولیٰ! میں تیری محبّت کا اور تیرے محبوبوں کی محبت کا خواہاں ہوں، اور ایسے اعمال کا خواہاں ہوں جو تیری محبّت سے قریب رکھے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک یہ خواب حق ہے تو لوگوں کو یہ باتیں سکھاؤ اور خود بھی سیکھو۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو آسمانوں اور زمینوں کا علم عطا فرمادیا گیا۔

چنانچہ ایک روایت میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ھے

(ص:342)(3233)

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم أتانی اللیلة ربی تبارک وتعالی فی أحسن صورة قال أحسبه قال فی المنام فقال یا محمد هل تدری فیم یختصم الملأ الأعلی قال قلت لا قال فوضع یده بین کتفی حتی وجدت بردها بین ثدیی أو قال فی نحری فعلمت ما فی السماوات وما فی الأرض قال یا محمد هل تدری فیم یختصم الملأ الأعلی قلت نعم قال فی الکفارات والکفارات المکث فی المساجد بعد الصلوات والمشی علی الأقدام إلی الجماعات وإسباغ الوضوء فی المکاره ومن فعل ذلک عاش بخیر ومات بخیر وکان من خطیئته کیوم ولدته أمه وقال یا محمد إذا صلیت فقل اللهم إنی أسألک فعل الخیرات وترک المنکرات وحب المساکین وإذا أردت بعبادک فتنة فاقبضنی إلیک غیر مفتون قال والدرجات إفشاء السلام وإطعام الطعام والصلاة باللیل والناس نیام.

قال أبو عیسی الترمذی وقد ذکروا بین أبی قلابة وبین ابن عباس فی هذا الحدیث رجلا وقد رواه قتادة عن أبی قلابة عن خالد بن اللجلاج عن ابن عباس.

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میرا رب تبارک وتعالیٰ میرے پاس احسن صورت میں جلوہ فرما ہوا راوی کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواب میں جلوہ فرما ہوا، تو مجھ سے فرمایا اے محمد! کیا آپ جانتے ہیں کہ مَلَأُ الأعلی کس چیز کے بارے میں اختلاف کر رھے ہیں۔ حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں جانتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے

ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دونوں شانوں کے درمیان اپنا دست قدرت رکھا یہاں تک کہ میں نے اس کی خوشگواری کو اپنے سینوں کے درمیان محسوس کیا یا یہ فرمایا کہ اپنے حلقوم تک محسوس کیا تو میرے علم میں آسمانوں اور زمینوں کی ہر چیز آ گئی۔

ارشاد فرمایا اے محمد! کیا اب آپ جانتے ہیں کہ ملأِ اَعلیٰ کس چیز کے بارے میں اختلاف کر رھے ہیں؟۔۔حضور صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں وہ لوگ کفارات کے بارے میں اختلاف کر رھے ہیں اور کفارات کا مطلب نماز کے بعد مسجدوں میں کچھ دیر ٹھہرنا، اور جماعتوں کے لیئے پیدل چل کر جانا اور ناپسندیدہ وقتوں میں مکمل وضو کرنا ھے۔تو جس شخص نے یہ سارے کام کیئے اس نے بھلائی کے ساتھ زندگی گزاری اور بھلائی پر اس کی موت ہوئی اور وہ گناہوں سے اسطرح پاک ہو گیا گویا آج ہی اس کی ماں نے جنم دیا ہو۔اور ارشاد فرمایا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) جب نماز پڑھ لو تو ان الفاظ سے دعا کرو اَللّٰھُمَّ إِنِّی أسألُک فِعْلَ الْخیرَاتِ وَ تَرکَ المُنْکَراتِ وَحُبَّ المَسَاکِینَ وَإذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِکَ فِتنَۃً فَاْقبِضْنِی إِلَیکَ غَیرَ مَفْتُونٍ.

اور ارشاد فرمایا کہ درجات یہ ہیں، سلام کرنا، کھانا کھلانا اور جب لوگ سو رہے ہوں تو رات میں نماز پڑھنا۔

(فعلمت ما فی السموات و مافی الارض کے تحت المرقاۃ شرح المشکوٰۃ ج 2، ص،428 میں ھے "فعلمت ای بسبب وصول ذالک الفیض ما فی السموات والأرض

یعنی: ما أعلمہ اللہ تعالیٰما فیھما من الملائکۃ والأشجار وغیرھما، وھو عبارۃ عن سعۃ علمہ اللذی فتح اللہ بہ علیہ .وقال ابن حجر: ای جمیع الکائنات التی فی السموات بل و ما فوقھا کما یستفاد من قصۃ المعراج والأرض ھی بمعنی الجنس، ای و جمیع ما فی الاض السبع بل وما تحتھا).

ترجمہ: یعنی اس فیض کے وصول کے سبب میں نے آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہر ہر شیء کا علم حاصل کر لیا* یعنی اللہ تعالیٰ نے ان میں جو کچھ ہے ملائکہ، اشجار وغیرھا نعمات وغیرہ سب کا علم مل گیا۔ یعنی وسعت علمی کے دروازے رب تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر کھول دیئے۔ابن حجر کہتے ہیں:

جمیع کائنات جو آسمانوں میں ہیں بلکہ جو آسمانوں کے اوپر ہیں جیسا کہ قصہ معراج سے مستفاد ہوتا ہے اور اور ساتوں زمین اور ان کے نیچے جو کچھ ہے ان سب کا علم، ان کی ماھیت کا علم رب تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو عطا فرما دیا

فالحمد للہ علیٰ ذالک.

قیامت تک کی باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائیں

چنانچہ ایک روایت میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان میں کھڑے ہوئے:"

قَدْ خَطَبَنَا النبیُّ صَلَّی اللہُ علیہ وسلَّمَ خُطْبَۃً، ما تَرَکَ فِیھَا شیئًا إلی قِیَامِ السَّاعَۃِ إلَّا ذَکَرَہُ، عَلِمَہُ مَن عَلِمَہُ وجَھِلَہُ مَن جَھِلَہُ، إنْ کُنْتُ لَأَرَی الشَّیْءَ قدْ نَسِیتُ، فأعْرِفُ ما یَعْرِفُ الرَّجُلُ إذَا غَابَ عنْہ فَرَآہُ فَعَرَفَہُ.

(صحیح البخاری الصفحۃ أو الرقم: 6604)

’’ترجمہ: یعنی کوئی چیز نہ چھوڑی، قیامت تک ہونے والی ہر چیز بتا دی جس نے یاد رکھی، یاد رکھی اور جو بھول گیا سو

بھول گیا۔ میرے ان ساتھیوں کوعلم ہے، اس میں سے کوئی بات میں بھول جاتا ہوں پھر ہوتے دیکھتا ہوں تو یاد آجاتی ہے جیسے کوئی شخص دوسرے کا چہرہ پہچانتا ہے پھر وہ اس سے غائب ہوجاتا ہے پھر جب اسے دیکھتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔''

نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم مخلوق کی خلقت کے بارے میں ازابتدا تا انتہاء جانتے ہیں۔

اسی طرح بخاری شریف کی ایک اور روایت ہے: عن طارق بن شهاب قال: سمعت عمر رضى الله عنه يقول: (قام فينا النبى صلى الله عليه وسلم مقاماً فاخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم، حفظ ذلک من حفظه ونسيه من نسيه).

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہمارے درمیان ایک مقام پر کھڑا ہوئے تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلم نے خلقت کی ابتداء کے بارے میں ہمیں بتایا یہاں تک کہ جنتی لوگ اپنی منازل میں اور جہنمی اپنی منزلوں میں داخل ہوگئے جس نے یاد کیا اس نے یاد کیا جو بھول گیا سو بھول گیا۔

''(صحيح البخارى''، كتاب بدء الخلق، الحديث:3192، ج2، ص375.)

امام عینی عمدۃ القاری میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ ایک ہی مجلس میں جمیع مخلوقات کے احوال ازابتدا تا انتہاء حضور نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو بتا دیا یہ ہمارے رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا بڑا معجزہ ہے ہے اور ایسا کیوں نہ ہو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو جامع الکلم کا معجزہ عطا ہوا ہے۔ آپ کی اصل عبارت ذیل میں ہے

فی ''عمدۃ القاری''، ج10، ص544، تحت الحدیث:

(وفيه دلالة على أنه اخبر فى المجلس الواحد بجميع احوال المخلوقات من ابتدائها إلى انتهائها، وفى إيراد ذلک كلّه فى مجلس واحد امر عظيم من خوارق العادة، وكيف! وقد أعطى جوامع الكلم مع ذلک).

حضور رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کی ہر چیز بتائی۔

حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت ہے:

عن حذيفة قال: (قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاماً ما ترک شيئاً يكون فى مقامه ذلک إلى قيام الساعة إلاّ حدث به حفظه من حفظه ونسيه من نسيه).

ترجمہ: حضور رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلم ہم میں ایک مقام پر کھڑا ہوئے تو قیامت تک کی ہر شيء کی ہمیں خبر دی۔ جس نے یاد کیا یاد کیا جو بھول گیا سو بھول گیا۔

(''صحيح مسلم''، كتاب الفتن، باب إخبار النبى صلى الله عليه وسلم فيما يكون إلى قيام الساعة، الحديث: 23.(2891)، ص1545.

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ماکان وماھو کائن کی خبر صحابہ کرام کو دی۔

چنانچہ حضرت زید ابن اخطب سے روایت ہے۔

حدثنى ابو زيد يعنى: عمرو بن اخطب قال: صلّى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتى حضرت الظهر فنزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى حضرت العصر ثم نزل فصلى ثم صعد المنبر فخطبنا حتى غربت الشمس فاخبرنا بما كان وبما هو كائن فاعلمنا احفظنا.

ترجمہ: رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر رسالت پر کھڑا ہوئے اور ہمیں ظہر تک خطاب

کیا پھر منبر سے نیچے تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھائی پھر بیان شروع فرمایا: یہاں تک کہ عصر کا وقت آ گیا پھر منبر سے نیچے آئے اور عصر کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لے گئے ہم سے خطاب فرمانے لگے یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا تو آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ہمیں جو ہوا اور قیامت تک جو ہوگا وہ سب ارشاد کر دیا۔ ہم میں جو زیادہ حافظہ والا تھا اس نے زیادہ علم حاصل کرلیا۔

("صحيح مسلم"، كتاب الفتن، باب إخبار النبي صلى الله عليه وسلم فيما يكون إلى قيام الساعة، الحديث: 2892، ص1546.)

رسول اللہ صلی الہ علیہ وسلم کو قیامت تک ہونے والے فتنوں کا علم

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب میری امت میں تلوار چلے گی تو قیامت تک نہ اٹھے گی اور قیامت قائم نہ ہوگی جب تک میری امت کے کچھ قبائل مشرکین سے نہ مل جائیں گے یہاں تک کہ میری امت کے بعض گروہ بتوں کی عبادت کریں گے میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے۔

چنانچہ حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، لَا نَبِيَّ بَعْدِي.

"میری امت میں تیس بڑے کذاب پیدا ہوں گے اور وہ سب نبوت کا دعویٰ کریں گے، لیکن میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔"

(مسند الإمام أحمد: 5/278، سنن أبي داؤد: 4252، سنن الترمذی: 2219، سنن ابن ماجۃ: 3952، المستدرک للحاکم: 4/450، وسندہ صحیح، وأصلہ فی مسلم: 1920، 2889)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے "حسن صحیح" اور امام حاکم رحمہ اللہ نے بخاری و مسلم کی شرط پر "صحیح" کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ ان روایتوں میں یہ بھی ہے۔

كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَلَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ – قَالَ ابْنُ عِيسَى: »ظَاهِرِينَ« ثُمَّ اتَّفَقَا – لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ"

"یعنی ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا، مخالف ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا یہاں تک کہ اس کا حکم آ جائے گا۔"

اسی طرح حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ، يَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ، دَعْوَتُهُمَا وَاحِدَةٌ" (متفق عليه)

"ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک دو بڑی جماعتیں جنگ نہ کریں اور ان میں بہت بڑی خونریزی ہوگی، دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو گا (یعنی اسلام)۔" غرضیکہ ان روایتوں کے علاوہ کتاب الفتن اور جنت و دوزخ اور قیامت کے ابواب میں باب کے باب امور غیبیہ کی خبریں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چودہ سو سال پیشتر دے دی ہیں۔

اور مومن تو ہوتا ہی وہ ہے جو "یومنون بالغیب" یعنی غیب پر ایمان لائے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو غیب کی باتیں بیان فرمائیں ان پر یقین کرے جو کہے

کہ نبی کو غیب کا علم اللہ نے دیا ہی نہیں ہے وہ فرشتوں، قبر، قیامت، ذات باری تعالیٰ، جنت، جہنم، منکر نکیر، حور وغلمان وغیرہ پر یقین کیسے کرے گا؟ یہ حقائق تو صرف نبی نے بتائے، ماننے والے مسلمان اور شک کرنے والے یا انکار کرنے والے غیر مسلم کہلائے۔ نبی کا مفہوم ہی غیب بتانے والا ہے۔ عربی لغات کوئی دیکھ لیں اور کتاب قرآن وسنت میں یہ حقیقت واضح کر دی گئی۔ ہر قرن اور ہر صدی کے علمائے ربانیین نے علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقیدہ ہم تک پہونچایا ہے۔ ملاحظہ ہو علم غیب مصطفیٰ جان عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق علمائے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ۔

علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عقائد اہلسنت والجماعت

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لیئے علوم غیبیہ کے اثبات سے پہلے علماء اہلسنت نے چار چیزوں کی وضاحت فرمائی ہے جو عقائد اہلسنت والجماعت سے تعلق رکھتی ہیں۔

(1) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب عطائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے۔

(2) اللہ عزوجل اور رسول اللہ کے علم میں کوئی برابری نہیں سارے جہان کا علم اللہ رب العالمین کے علم کے آگے ایک قطرۂ آب کے برابر بھی نہیں ہے۔

(3) حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو حسب وقت اور حسب مصالح اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً علوم غیبیہ اور دیگر سارے علوم عطا فرمایا پھر نزول قرآن مکمل ہونے کے بعد سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ما کان وما یکون (جو ہو چکا اور جو ہونے والا ہے) کا علم قرآن مجید اور وحی الٰہی اور الہام کے ذریعے سکھایا گیا، بلکہ وہ تمام غیبی علوم جو قرآن مجید میں پوشیدہ ہیں اور جو دیگر علوم لوح محفوظ میں ہیں بذریعہ وحی واطلاع اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو عطا فرمائے۔

(4) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو "عالم الغیب" کہنا منع ہے اور عالم غیب کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذاتی عالم الغیب کہنے والا شخص کافر ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علوم غیبیہ کے بارے میں مذکورہ بالا چاروں باتوں کو عقائد اہلسنت والجماعت کے طور پر جاننا اور ماننا ضروری ہے

امام جلال الدین سیوطی تفسیر الجلالین میں ذیل کی آیت کریمہ کے بارے میں

وعلمک مالم تکن تعلم، وکان فضل الله علیک عظیماگ

ترجمہ: اور آپ کو وہ علم سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے اور اے حبیب! آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

(سورۃ النساء، 113)

فرماتے ہیں: **من الاحکام والغیب**، یعنی احکام اور غیب سکھایا امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک علوم غیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"قد اشتهر وانتشر امره صلى الله تعالى عليه وسلم بين اصحابه بالاطلاع على الغيوب"

بے شک صحابہ کرام میں مشہور ومعروف تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو علوم غیبیہ پر اللہ تعالیٰ نے مطلع

فرمادیا ہے۔

(المواهب اللدنية،المقصد الثامن، الفصل الثالث، 3 /554)

نبی اسی ذات گرامی کو کہتے ہیں جو علوم غیبیہ جانتا ہو چنانچہ مواہب لدنیہ میں ہے

"النبوۃ ماخوذۃ من النباء وهو الخبر ای ان اللّٰہ تعالیٰ اطلعه علیٰ غیبه"

حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کو نبی اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اپنے غیب کا علم دیا۔

(المواهب اللدنيه،المقصد الثانی، 2/45,46)

قاضی عیاض رحمۃ رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ:

آپ فرماتے ہیں:

(هذه المعجزة) فی اطلاعه صلی الله تعالی علیه وسلم علی الغیب (المعلومة علی القطع) بحیث لایمکن انکارها او التردد فیها لا حدٍ من العقلاء (لکثرة رواتها واتفاق معانیها علی الاطلاع علی الغیب) وهذا لا ینافی الأیات الدالة علی انه لایعلم الغیب الا وقوله ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المنفی علمه من غیر واسطة وامّا اطلاعه صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم علیه با علام اللّٰہ تعالیٰ له فامر متحقق بقوله تعالیٰ فلا یظهر علیٰ غیبه احداً الّا من ارتضیٰ من رسول.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا معجزہ علم غیب یقیناً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار یا تردّد کی گنجائش نہیں کہ اس میں احادیث بکثرت آئیں اور ان سب سے بالاتفاق حضور کا علم غیب ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی نہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسے کہنے کا حکم ہوا کہ میں غیب جانتا تو اپنے لیئے بہت خیر جمع کر لیتا، اس لیے کہ آیتوں میں نفی اس علم کی ہے جو بغیر خدا کے بتائے ہو، اور اللہ تعالیٰ کے بتائے سے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب ملنا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے، کہ اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسول کے۔

(نسیم الریاض شرح الشفا للقاضی عیاض، ومن ذٰلک ما اطلع علیه من الغیوب 3 /150)

امام زرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے علوم غیبیہ:

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اصحابه صلی الله علیه وسلم جازمون علی الغیب

ترجمہ: صحابہ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے۔

(شرح الزرقانی، علی المواهب الدنية، الفصل الثالث، 7 /200)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ بابت علم غیب رسول علیہ السلام:

انه تعالی اختص به لکن من حیث الاحاطة فلا ینافی ذلک اطلاع اللّٰہ تعالی لبعض خواصه علی کثیر من المغیبات حتی من الخمس التی قال صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم فیهن خمس لا یعلمهن الا اللّٰہ.

غیب اللہ کے لیے خاص ہے مگر بمعنی احاطہ تو اس کے منافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض خاصوں کو بہت سے غیبوں کا علم دیا یہاں تک کہ ان پانچ میں سے جن کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔

(افضل القراء القراء ام القریٰ، تحت شعر لک

ذات العلوم 44. 143)

ابوعبداللہ شیرازی فرماتے ہیں:

ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف میں کتاب عقائد تالیف حضرت شیخ ابوعبداللہ شیرازی سے نقل فرماتے ہیں:

"نعتقدان العبدینقل فی الاحوال حتی یصیر الی نعت الروحانیة فیعلم الغیب".

ترجمہ: ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقی مقامات پا کر صفتِ روحانی تک پہنچتا ہے اس وقت اسے علمِ غیب حاصل ہوتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الایمان الفصل الاول، تحت حدیث 2، 1/128)

ملا علی قاری اور عقیدۂ علم غیب

ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری فرماتے ہیں:

تَجَلّٰی کُلُّ شَیءٍ وَعَرفتُ یعنی

ہر چیز مجھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔

(جامع سنن الترمذی، رقم حدیث 3246) اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علمه صلی اللّٰہ تعالی علیه وسلم حاو ل فنون العلم (الٰی ان قال) ومنها علمه بالامور الغیبیة.

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا علم اقسام علم کو حاوی ہے غیبوں کا علم بھی علمِ حضور کی شاخوں سے ایک شاخ ہے۔ (الزبدة العمدة ص 57)

علامہ شامی اور عقیدۂ علم غیب

امام شامی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

الخواص یجوزان یعلموا الغیب فی قضیة اوقضایا کما وقع لکثیر منهم و اشتهر

جائز ہے کہ اولیاء کو کسی واقعے یا وقائع میں علم غیب ملے جیسا کہ ان میں بہت کے لیئے واقع ہو کر مشتہر ہوا۔

(الاعلام بقواطع الاسلام، ص359)

امام ابن جریر طبری اور عقیدۂ علم غیب

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

قال انک لن تستطیع معی صبرا، وکان رجلا یعلم علم الغیب قد علم ذٰلک

حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: آپ میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے۔ خضر علیہ السلام علمِ غیب جانتے تھے انہیں علم غیب دیا گیا تھا۔

(جامع البیان، تحت آیۃ 18/67، 15/323)

امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالی علیہ علم غیب مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل تھے:

فان من جودک الدنیا وضرتها
ومن علومک علم اللوح والقلم

یارسول اللہ! دنیا و آخرت دونوں حضور کی بخشش سے ایک حصہ ہیں اور لوح و قلم کا علم، حضور کے علوم سے ایک ٹکڑا ہے۔

(مجموع المتون متن قصیدۃ البردۃ الشئون الدینیۃ دولۃ قطر ص10)

امام نیسابوری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے نزدیک علم غیب:

تفسیر غرائب القرآن میں ہے:

ای لا اقول لکم هذا مع انهقال صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم علمت ماکان وما سیکون.

یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے، ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں مجھے ماکان وما یکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔

(غرائب القرآن، تحت الآیۃ 6،50، 7/112)

تفسیر انموذج جلیل میں ہے:

معناه لایعلم الغیب بلادلیل الا اللّٰہ اوبلا تعلیم الا اللّٰہ اوجمیع الغیب الااللّٰہ.

آیت کے یہ معنی ہیں کہ غیب کو بلا دلیل وبلا تعلیم جاننا یا جمیع غیب کو محیط ہونا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان میں ہے:

لم ینف الاالدرایة من قبل نفسه وما نفی الدرایة من جهة الوحی.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ذات سے جاننے کی نفی فرمائی ہے خدا کے بتائے سے جاننے کی نفی نہیں فرمائی۔

(غرائب القرآن (تفسیر النیساپوری) تحت آیۃ 26/8،9/46)

تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے:

وعنده مفاتیح الغیب وجه اختصاصها به تعالٰی انه لایعلمها کما هی ابتداءً الاّ هو.

یہ جو آیت میں فرمایا کہ غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں اُس کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا اس خصوصیت کے یہ معنی ہیں کہ ابتداءً بغیر بتائے ان کی حقیقت دوسرے پر نہیں کھلتی۔

(عنایۃ القاضی علی تفسیر البیضاوی، تحت آیۃ 6/58،4/83)

تفسیر نیشاپوری میں علوم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم علامہ نیشاپوری فرماتے ہیں:

(قل لا اقول لکم) لم یقل لیس عندی خزائن اللّٰہ لیعلم ان خزائن اللّٰہ وهی العلم بحقائق الاشیاء وما هیاتها عنده صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم باستجابة دعائه صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم فی قوله ارنا الا شیاء کما هی ولکنه یکلم الناس علٰی قدر عقولهم (ولا اعلم الغیب) ای لا اقول لکم هذا مع انه قال صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم علمت ماکان وما سیکون.

یعنی ارشاد ہوا کہ اے نبی! فرمادو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں، یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں۔ بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں، تاکہ معلوم ہوجائے کہ اللہ کے خزانے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہیں مگر حضور لوگوں سے انکی سمجھ کے قابل باتیں فرماتے ہیں، اور وہ خزانے کیا ہیں، تمام اشیاء کی حقیقت و ماہیت کا علم حضور نے اسی کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عزوجل نے قبول فرمائی پھر فرمایا: میں نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے، ورنہ حضور تو خود فرماتےہیں مجھے ماکان وما یکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہوگزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے

(غرائب القرآن تحت آلایۃ 6/50،7/112)

ذکرناه فی الأیة صرح به النووی رحمة اللّٰہ تعالٰی فی فتاواه فقال معناها لایعلم ذٰلک استقلالاً وعلم احاطة بکل المعلومات الاّ اللّٰہ تعالٰی.

یعنی ہم نے جو آیاتِ کی تفسیر کی امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاوٰی میں اس کی تصریح کی، فرماتے ہیں آیت کے معنٰی یہ ہیں کہ غیب کا ایسا علم صرف خدا کو ہے جو بذاتِ خود ہو اور جمیع معلومات کو محیط ہو۔

(فتاوٰی حدیثیہ ابن حجر مکی، مطلب فی حکم ما اذا .. الخ، ص۸۲۲)

صاحب تفسیر کبیر کا عقیدۂ علم غیب

تفسیر کبیر میں ہے:

قوله ولا اعلم الغیب یدل علی اعترافه بانه غیر عالم بکل المعلومات

یعنی آیت میں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ کو ارشاد ہوا تم فرمادو میں غیب نہیں جانتا، اس کے یہ معنی ہیں کہ میرا علم جمیع معلومات الٰہیہ کو حاوی نہیں۔ (مفاتح الغیب)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور عقیدۂ علم غیب

حضرت شیخ محدث عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ میں حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

''پس دانستم ہر چہ در آسمانہا وہر چہ در زمین ہا بود عبارت است از حصولِ تمامہ علوم جزوی وکلی واحاطہ آں''

چنانچہ میں (محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم) نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے یہ تعبیر ہے تمام علوم کے حصول اور ان کے احاطہ سے چاہے وہ علوم جزوی ہوں یا کُلی۔

(اشعۃ اللمعات کتاب الصلوۃ باب المساجد ومواضع الصلوۃ 1/333)

امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو علوم الاولین والآخرین حاصل تھے۔

ولا شک ان اللّٰہ تعالٰی قد اطلعہ علٰی اَزْیَدَمن ذٰلک والقٰی علیہ علم الاوّلین والاخرین

ترجمہ: اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالٰی نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کو اس سے زیادہ علم دیا اور تمام اگلے پچھلوں کا علم حضور صلّی اللہ علیہ وسلم پر القاء کیا۔

(المواهب اللدنیہ المقصدالثامن الفصل مااخبربہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من الغیب 3/560)

ان دلائل قاھرہ و براھین قاطعہ سے علم غیب مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا مسئلہ مبرھن ہوگیا اور واضح ہوگیا کہ جو کوئی نہیں جانتا ہے وہ حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جانتے ہیں اگرچہ حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا علم علومِ الٰھیہ سے ایک قطرہ ہے لیکن یہ قطرہ علمِ ما کان وما یکون کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے یہاں تک کہ کائنات عالم میں کہیں بھی کوئی پرندہ پھڑ پھڑاتا ہے یا کوئی امتی پُکارتا ہے اسے بھی ہمارے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جانتے ہیں۔

چنانچہ حضرت سیدُنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے ہم سے اس حال میں مُفارَقَت (جدائی) فرمائی کہ کوئی پرندہ ایسا نہیں کہ اپنے پروں کو ہلائے مگر آپ صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے ہم سے اس کا بھی بیان فرمادیا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ج2، ص155، حدیث:1647)

اولین وآخرین کے علوم حضور رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جانتے ہیں۔

شارحِ بخاری امام احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:923ھ) اس کے تحت فرماتے ہیں:

لاشک ان اللّٰہ تعالٰی قد اطلعہ علٰی ازید من ذٰلک والقی علیہ علم الاولین والاخرین.

یعنی کچھ شک نہیں کہ بلاشُبہ اللہ پاک نے اس سے بھی زائد حضور کو علم دیا اور تمام اگلے پچھلوں کا علم حضور پر اِلقا فرمادیا۔ (مواھب اللدنیہ، ج3، ص95)

محقق علی الاطلاق محدث عبد الحق کے نزدیک قیامت تک کے سارے احوال میرے حضور کے علم میں ہیں۔

حضرت شیخ عبدُالحق مُحدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:1052ھ) فرماتے ہیں: حضرت آدم علیہ السَّلام کے زمانہ سے صور پھونکنے تک جو کچھ دنیا میں ہے سب ہمارے نبی صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم پر ظاہر فرمادیا گیا، یہاں تک کہ تمام احوال اوّل سے آخر تک کا حضور کو معلوم ہوا اور حضور صلَّی اللہ علیہ والہٖ وسلَّم نے اپنے اصحاب کو اس میں سے بعض کی خبر دی۔ (مدارج النبوۃ، جز:1، ج1، ص144)

امام محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:840ھ) کے نزدیک رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اللوح والقلم کے علوم جانتے ہیں۔

قصیدہ بُردہ شریف میں آپ عرض کرتے ہیں:

فَـاِنَّ مِـنْ جُـوْدِکَ الدُّنْیَـا وَضَـرَّتَهَـا
وَمِـنْ عُـلُـوْمِکَ عِـلْـمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یعنی یارسول اللہ! دنیاوآخرت دونوں آپ کی بخشش وعطا سے ایک حصہ ہیں اورلوح وقلم کاعلم (جس میں تمام ماکان ومایکون ہے) آپ صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کے علوم میں سے ایک ٹکڑا ہے۔

لوح وقلم کے علوم کی وسعتوں کو میرے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جانتے ہیں۔

چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمہ الباری (المتوفی: 1014ھ) اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

کون علمهما من علومه صلّی اللّٰه علیه وسلم ان علومه تتنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق ودقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات والصفات وعلمهما انما یکون سطرا من سطور علمه ونهراً من بحور علمه ثم مع هذا هو من برکة وجوده.

ترجمہ: لوح وقلم کا علم علومِ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ایک ٹکڑا ہے۔ وہ اس لئے کہ حضور کے علوم کی متعدد انواع ہیں۔کلیات، جزئیات، حقائق، دقائق، عوارف ومعارف کہ ذات وصفاتِ الٰہی سے متعلق ہیں اور لوح وقلم کا علم تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے علم کی سطروں میں سے ایک سطر اور اس کے سمندروں سے ایک نہر ہے پھر بایں ہمہ وہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی کی برکت وجود سے تو ہے۔

(الزبدۃ فی شرح البردۃ،ص458)

لوح وقلم سے زیادہ حضور جانتے ہیں۔

چنانچہ امام احمد بن محمد المعروف ابنِ حجر مکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:974ھ) فرماتے ہیں:

ان اللّٰه تعالٰی اطلعه لیلة الاسراء علی جمیع ما فی اللوح المحفوظ، وزاده علوما آخر کالاسرار المتعلقة بذاته سبحانه وتعالٰی وصفاته

یعنی اللہ پاک نے معراج کی رات ہمارے آقا نبی کریم صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کو وہ سارے علوم عطافرمادیئے تھے جولوحِ محفوظ میں ہیں نیز اس کے علاوہ اور بھی علوم عطافرمائے جیسے اللہ پاک کی ذات وصفات کے بارے میں اسرار کا علم۔

(العمدۃ فی شرح البردۃ،ص669)

ہمارے حضور صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو علوم خمسہ کو اللہ تعالٰی نے عطا فرمادیا: چنانچہ علاّمہ ابراہیم بن محمد باجوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:1277ھ) فرماتے ہیں:

"انه صلّی اللّٰه علیه وسلّم لم یخرج من الدنیا الا بعد ان اعلمه اللّٰه تعالٰی بهذه الامور (الخمسة)"

یعنی نبی کریم صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم دنیا سے اُس وقت تک تشریف نہ لے گئے جب تک کہ اللہ تعالٰی نے آپ صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کو ان "علوم ِخمسہ" (پانچ غیبوں یعنی قیامت کا علم، بارش کا وقت، حمل میں کیا ہے اور کوئی آدمی کل کو کیا کرے گا اور کہاں مَرے گا) کا علم عطانہ فرمادیا۔

(حاشیۃ الباجوری علی البردۃ،ص92)

حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سب کچھ جانتے ہیں:

حضرت علاّمہ محمد بن عبداللہ دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی:1331ھ) فرماتے ہیں:

والحق ان اللّٰه سبحانه و تعالٰی لم یقبض نبینا صلّی اللّٰه علیه واٰله وسلّم حتی اطلعه علی کل ماابهمه علیهالا انه امر بکتم البعض والاعلام بالبعض.

یعنی حق یہ ہے کہ اللہ پاک نے ہمارے نبی صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کو وفات سے پہلے پہلے ہر اس چیز کا علم عطا فرمادیا تھا جو آپ سے پوشیدہ تھا مگر بعض باتوں کو پوشیدہ رکھنے اور بعض کو ظاہر کرنے کا حکم فرمایا۔

● ● ●

ادارہ رہبر نور کی ایک نایاب پیش کش......

ہم اپنے اسلاف واکابرین کی خدمات کو
وقت کے اندھیروں میں گم نہیں ہونے دیں گے

اپریل، مئی، جون 2025ء کا دیدہ زیب شمارہ

حضور سید ظہیر المنعم ببّن میاں نمبر ہوگا

(۱) شیخ المشائخ حضور الحاج سید ظہیر المنعم ببّن میاں رحمۃ اللہ علیہ ایک بے مثال صاحب تصوف وطریقت شخصیت۔

(۲) سلسلہ عالیہ مداریہ کی ترویج واشاعت اور تبلیغ دین اسلام کیلئے جس نے اپنی پوری حیات کو وقف کردیا۔

(۳) دوست ودشمن ہر ایک کو گلے سے لگانا جس کے کردار اور اعلیٰ ظرفی کا حسین وجمیل نمونہ۔

(۴) دشمنان سلسلہ مداریہ کو تحریری وتقریری ہر میدان عمل میں منھ توڑ جواب دینے والے۔

(۵) ایسی بزرگانہ حسین وجمیل شخصیت کے مالک جن کے چہرے کے دیدار سے اسلامی شعور پیدا ہوجاتا تھا۔

(۶) سچے عاشق رسول اور محبت قطب المدار کے ایسے شیدائی جن کی گفتگو سے سلسلہ مداریہ کی سچائیوں کا احساس اور اشاعت کا جذبہ پیدا ہوجاتا تھا۔

حضور مدار پاک کی بارگاہ میں بادشاہوں کی حاضریاں

شرقی حکومت **تاریخ مکن پور شریف**

جونپور کے خود مختار بادشاہ

از قلم: سید مقتدا حسین

جون پور حکومت کا بانی خواجہ جہاں ''ملک الشرق'' نے چھ سال حکومت کی اور اس کے بعد 802ھ مطابق 1399ء میں مبارک شاہ تخت پر بیٹھا مگر سلطان محمود شاہ تغلق کے حملوں اور کچھ جسمانی بیماریوں کی وجہ سے وہ زیادہ دنوں تک حکومت نہ کر سکا اور 804ھ یعنی 1401ء میں اس کا انتقال ہوگیا اس کی حکومت کی مدت صرف ایک سال اور چند مہینوں کی ہے۔ ویسے تو ہندوستان کے تمام تر علائق میں خود مختار حکومتیں رہی ہیں مگر ایسے وقت میں جب شہر دہلی ایک بہت بڑی ریاست کا پایۂ تخت اور دارالحکومت تھا، تب بھی جون پور کی شرقی حکومت کے خود مختار بادشاہوں کی حکمرانی، سیاسی سرگرمیوں، جنگوں اور نظام حکومت کے طور طریقوں نے ایک الگ تاریخ رقم کر دی تھی۔

جن بادشاہوں نے اپنا دارالحکومت جونپور کو بنایا تھا اور جون پور پر حکومت کی ان بادشاہوں کو مؤرخین کی اصطلاح میں سلاطین شرقیہ کہا جاتا ہے۔

اس شرقی حکومت کا تیسرا بادشاہ ''ابراہیم شاہ شرقی تھا'' اس بادشاہ نے 804ھ سے لیکر 844ھ مطابق 1440ء تک پورے 40 برس جون پور پر حکومت کی۔

کیا ابراہیم شاہ شرقی بادشاہ حضور مدار پاک کا مرید و خلیفہ تھا؟

ارادہ اور خلافت ظاہری طور پر باضابطہ بادشاہ کو حاصل ہونے کا بین ثبوت موجود ہے اور اس کی تنکیر و تنقیص کا نظریہ رکھنا بھی تاریخی حقیقتوں کے خلاف ہوگا۔ کیوں کہ بادشاہ ابراہیم شاہ شرقی کی حضور مدار پاک سے حد درجہ عقیدت و محبت اور آپ کی خدمت عالیہ میں بار بار حاضر ہو کر اپنی کامیابیوں کی دعائیں کرانا، مزید حضور مدار العالمینؒ کے مقام و مرتبہ پر کسی دوسرے کو ترجیح نہ دینا، بادشاہ کے مرید و خلیفہ ہونے پر دال کرتا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ بادشاہ جب آپ کی خدمت میں کوئی تحفہ نذر کرتا تو آپ فرماتے ''مجھ کو میرا رب کافی ہے''۔ اس بات کا اثر بادشاہ کے دل پر ایسا ہوا کہ وہ سب سے زیادہ آپ کی عقیدت و محبت کا قائل ہوگیا تھا۔

تمام مؤرخین نے اتفاق رائے سے تحریر کیا ہے کہ

بادشاہ ابراہیم شاہ شرقی کو حضرت قطب المدار سے حد درجہ عقیدت تھی۔

دو تاریخی واقعے

پہلا واقعہ تو یہ ہے کہ جب حضرت قطب المدار جونپور تشریف لے گئے اور بادشاہ کو آپ کے آنے کی خبر ملی تو بادشاہ خود شہر سے چل کر بہت دور تک پیدل چل کر آیا اور آپ کا استقبال کیا اور آپ کو نہایت تزک واحتشام اور عزت کے ساتھ جونپور کی سرحد تک لے گیا اور آپ کو اپنے محل میں قیام کرنے کیلئے اصرار کرنے لگا۔ حضور مدار پاک نے اس کو کامیابیوں کی دعائیں دیں اور فرمایا ”فقیر آبادی کے باہر ہی قیام کریگا تاکہ مخلوق خدا استفادہ کر سکے۔ بادشاہ مجبور ہوکر لوٹ گیا اور آپ کی نگہداشت کیلئے حکم جاری کیا کہ اگر حضور کو کسی بھی چیز کی حاجت یا ضرورت درپیش آئے تو فوراً حاضر کی جائے۔

دوسرا تاریخ ساز واقعہ یہ ہے کہ 837ھ میں جب بادشاہ ابراہیم شرقی کو کالپی فتح کرنے کا ارادہ ہوا اور ایک لشکر جرار لیکر روانہ ہوا تو روانگی سے پہلے بادشاہ نے حضور مدار پاک کی خدمت میں حاضر ہوکر اجازت طلب کی تھی۔ راستے میں ہی اس کو یہ اطلاع ملی کہ دہلی کا بادشاہ مبارک شاہ ایک زبردست لشکر لیکر جونپور کو فتح کرنے دہلی سے نکل چکا ہے، ابراہیم شرقی یہ سن کر پریشان ہوا اور واپس جونپور آ گیا۔

جونپور پہنچ کر اپنے وزارئے سلطنت سے کچھ خاص مشوروں سے روبرو ہوتے ہوئے کہا کہ میرے مرجع عقیدت سید بدیع الدین قطب المدارؒ نے اپنے تمام تر مریدین وخلفاء کو ملک بھر کے تمام تر علاقوں میں جاکر تبلیغ دین اسلام کرنے کی ہدایت فرمائی ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ جونپور کا علاقہ کسی بزرگ شخصیت کی خدمات کا حصہ بنتا ہے۔

شیراز ہند کے علمائے اسلام اور شرقی حکمراں

آٹھویں صدی ہجری کے نصف آخر سے لیکر نویں صدی ہجری تک ہندوستان کا یہ چھوٹا سا شہر جونپور علماء اور فضلاء کی ایک ایسی آماج گاہ بن کر چمکتا رہا ہے جہاں عالموں اور فاضلوں کی باراتیں نکلتی تھیں سیکڑوں علمائے اسلام کی رہائش گاہوں کا مرکز جونپور علمی ادبی شاہکار بن گیا تھا۔ اور اس کو ”شیراز ہند“ کہا جانے لگا تھا۔

ابراہیم شاہ کے تعلق سے لکھا گیا ہے کہ یہ بادشاہ عقل وفہم اور علم وفضل کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھا۔ اس کے عہد حکومت میں ہندوستان کے عالموں فاضلوں کے علاوہ ایران اور توران کے علماء بھی جونپور میں آتے رہے۔ بادشاہ نے ہر طرح سے ان کی دلجوئی فرمائی اور انہیں اطمینان کے ساتھ زندگی گزارنے کا سامان بہم پہنچایا تھا۔ اس کے دربار میں پڑھے لکھے لوگوں اور علماء وفضلاء کی ایسی جماعت تھی جس کی تعداد کا شمار نہیں اور شہر جونپور ایک علمی مرکز بن گیا تھا۔

علمائے کرام کی اتنی بڑی جماعت میں ایک بہت بڑی شخصیت کے مالک تھے حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی۔ ان کو ”ملک العلماء“ کا خطاب حاصل تھا۔ ان کے علم وفضل اور عالمانہ صلاحیتوں کا ہر شخص لوہا مانتا تھا۔ قاضی صاحب کا آبائی وطن تو غزنی تھا لیکن ان کی نشوونما دولت آباد دکن میں ہوئی تھی۔ بادشاہ قاضی صاحب کے علم وفضل کا بڑا قدردان تھا اور ان کا بہت خیال کرتا تھا۔

قاضی شہاب الدین دولت آبادی کو جس قدر شہرت حاصل تھی وہ ایک الگ امر ہے مگر جب حضور قطب المدار کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا تو ان کی شہرت کا ستارہ معراج کمال پر پہنچ گیا تھا۔

قاضی صاحب کی مشہور تصانیف یہ ہیں: حاشیہ ہندی،

بدیع البیان، فتاویٰ ابراہیم شاہی، تفسیر فارسی المعروف بحر امواج اور رسالۂ مناقب سادات وغیرہم۔

علم ظاہر نے علوم باطن کے قدموں پر سر رکھ دیا

مؤرخین نے تحریر کیا ہے کہ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار جو عظیم رہبر راہ شریعت وطریقت تھے۔ شرعی مسائل، علوم فقہ اور تعلیم مصطفیٰ کے بیش بہا خزانوں کے مالک تھے۔ اگر فقہاء اور علمائے ظاہر نے سوالات کئے توان کو اطمینان بخش جواب دیا گیا اور اگر اہل باطن نے کوئی عریضہ پیش کیا توان کی تسکین فرمادی گئی۔ تمام تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ فقہاء اور علماء ظاہر نے ہمیشہ ہی اولیائے کاملین اور اہل تصوف کی کارگزاریوں پر سخت اعتراضات کئے ہیں۔ فقراء کاملین کے خلاف بادشاہوں کے کان بھرتے رہے۔ مگر جب سچائیاں سامنے آئیں اور حقیقتوں کی روشنی دکھائی دی توان علماء ظاہر کو اپنی ناکامیوں اور خامیوں پر پردہ ڈالنے کیلئے راہ تلاش کرنا پڑی۔

حضرت قطب المدار ایک عرصہ دراز تک جون پور میں قیام پذیر رہے۔ اس اثناء میں حضرت قطب المدار سے اکثر کرامتوں کا ظہور ہوتا رہتا تھا۔ ظاہر ہے وہ معاملات جو انسان کی عام زندگی سے کچھ ہٹ کر ظاہر ہوں تو اس کی طرف لوگوں کی توجہ کچھ الگ سے ہوتی۔ حضور مدار پاک سے ظاہر ہونے والی کرامات کا ذکر جونپور کے شاہی محل تک پہنچتا رہتا۔ بادشاہ خود مدار پاک کا بہت بڑا عقیدت مند تھا۔ مگر ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی ابتدا میں بوجہ کمال تصرفات آپ کی ولایت کے قائل نہ تھے اور بادشاہ سے بسبب قربت اور مشیر سلطنت کچھ نہ کچھ کہا کرتے تھے مگر بادشاہ خود صاحب علم اور اہل باطن تھا اور اس کو حضرت قطب المدار سے سب سے زیادہ عقیدت تھی اس لئے کسی بات کا اس پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔

ملک العلماء قاضی شہاب الدین نے آخر میں دو سوال حضرت قطب المدار کی خدمت میں تحریر کرکے بھیجے ملک العلماء کی یہ خام خیالی تھی کہ جواب اگر شریعت مطہرہ کے تعلق سے ہٹ کر اگر صرف صوفیانہ لب ولہجے میں ہوں گے علماء ظاہر کے روبرو شکایت کا موقع ہاتھ آجائے گا۔ مگر حضرت قطب المدار نے جو محققانہ جوابات دیئے ہیں تو قاضی صاحب حیران وششدر رہ گئے اور فوراً ہی بارگاہ مدار پاک میں حاضر ہوکر تائب ہوئے اور معافی طلب فرمائی پھر سلسلہ مداریہ میں داخل ہوکر حضور مدار پاک کو اپنا دینی ودنیاوی رہنما تسلیم کرلیا۔

دوسوال اوران کا محققانہ جواب

ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے حضور مدار پاک سے جو دو (۲) سوالات کئے ان سوالوں کو مع جوابات کے تذکرہ نگاروں نے اپنی اپنی تصانیف میں بڑے فخر کے ساتھ تحریر کیا ہے جن سے حضور مدار العالمینؒ کی خدادا صلاحیتوں، آپ کے مقام ومرتبے، ولایت کے اعلیٰ مقام، خالق کائنات کی جانب سے عطا کئے گئے بے شمار علوم کا خزانہ اور مولائے کائنات علی مرتضیٰ علیہ السلام کی تعلیم وتربیت کی سچائیوں پر مہر ثبت ہوجاتی ہے۔

فارسی تذکرہ نگاروں نے ''اخبار الاخیار''، ''اخبار الاصفیاء''، ''خزینۃ الاصفیاء''، ''نجات الرشید'' اور ''بحر ذخار'' میں بڑی ہی تفصیل سے تحریر فرمایا ہے۔ عربی زبان میں نزہت الخواطر، الکواکب الدریہ، وغیرہ میں تفصّل سے لکھا ہے۔ اور اردو تصانیف میں تذکرہ نگار قاضی اطہر مبارک پوری نے ''دیار پورب میں علم اور علماء'' حکیم فرید احمد عباسی نقشبندی نے کتاب ''مدار اعظم'' میں بڑی ہی تفصیل کے ساتھ قاضی صاحب کے سوال اور مدار پاک کے جوابات کو تحریر کیا ہے۔

ویسے تو بادشاہ ابراہیم شاہ شرقی قاضی شہاب الدین سے بہت زیادہ عقیدت ومحبت رکھتا تھا مگر جب قاضی صاحب حضور مدار العالمینؒ کے مرید وخلیفہ ہوگئے تو بادشاہ کی چاہت میں اور اضافہ ہوگیا۔ حال یہ تھا کہ شاہی محل میں قاضی صاحب چاندی کی کرسی پر بیٹھتے تھے۔

کتاب ''تاریخ فرشتہ'' کے صفحہ نمبر ۷۷۸ پر محمد قاسم فرشتہ نے ایک واقعہ تحریر کیا ہے:

ایک بار قاضی صاحب سخت بیمار پڑے۔ تو بادشاہ ان کی مزاج پرسی کیلئے گیا۔ اِدھر اُدھر کی باتوں کے بعد بادشاہ نے ایک پیالہ پانی کا طلب کیا۔ پانی جب آگیا تو ابراہیم شرقی نے اس کو قاضی صاحب کے سر پر سے تصدق کر کے خود پی لیا اور کہا کہ اے اللہ جو مصیبت قاضی صاحب کے سر پر پڑی ہے اس سے انہیں نجات دے دے اور مجھ کو اس مصیبت میں ڈال دے۔ تاکہ قاضی صاحب صحت یاب ہوجائیں۔ اس واقعہ سے بادشاہ کے کردار اور عقیدت ومحبت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

تک پہونچتے ہیں اول میں روز میثاق کو بھی جلیل الجبار اور ایزد لایزال کی طرف سے بلا حرف وصوت صدائے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ سنتے تھے اور ہنوز اس کی یاد ان کے سینۂ عرفان سے محو نہیں ہوئی ہے بلکہ وہی حالت اس وقت تک ان پر طاری ہے ان کے مکان میں نہ ماضی ہے نہ مستقبل جو کچھ ازل وابد کی کتاب میں موجود ہے۔ ان کے اذہان صافیہ پر کالشمس فی نصف النہار روشن وہویدا ہے۔ یہ میراث صرف انبیاء علیہم السلام ہے اور مواہب الٰہیہ اور اسرار باطنیہ سے ہے تحصیل اکتساب سے نہیں ملتی ہے۔

اور موافق ان من العلم المکنون لایعلمها الااللہ والعلماء باللہ مخفی ومتجب ہے۔ یہ حضرات جو کچھ لوح محفوظ ومکنون میں ہے معائنہ ومشاہدہ کرتے ہیں اور ان کی نظر کے سامنے ہے اور اس سے واقف ومطلع ہیں۔ ازل سے لیکر بہشت ودوزخ میں داخل ہونے تک جو کچھ ہوا ہے یا آئندہ ہونے والا ہے از ماہ تا بماہی جانتے ہیں اور کل وپرسوں کے حالات سے واقف ہیں جیسا کہ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ۔ اہل جنت واہل دوزخ کے ظہور کے واسطے ان کے محبت کرنے والوں کو باہم مجتمع نکالو اور آج ان مخلصوں سے مجرموں کو علاحدہ کردو تاکہ سعید وشقی پہچانے جائیں۔ یہ حضرات عالم خدایگانی پر محیط اور ''العلماء ورثة الانبیاء'' کے لقب سے ملقب ہوئے کیونکہ وہی لوگ ذرا سے علم پر مغرور اور ذرا سے زہد وتقویٰ سے مسرور اور ادنیٰ سے شکر پر مشکور ہوجاتے ہیں۔ اس کا کیا علاج عموماً زمانے کا یہی حال ہے۔ اور جو علم آں عزیز نے تحصیل کیا ہے اس کے وسیلہ سے اس سرِّ مخفی اور راز پوشیدہ تک پہونچنا ممکن نہیں کیونکہ اس سرِّ مخفی کے معنی اور اس کا بیان طویل ہے اور یہ امر مسلم ہوچکا ہے کہ علماء ظاہر یہ اقوال وحقائق سننے کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ اس وجہ سے بالکل جدا کردیا۔ علاوہ بریں بعض اولیاء مستہلک راس سخت راہ سے۔

مخدوم سید جہانگیر اشرف سمنانیؒ بھی اُس وقت جونپور ہی میں تشریف فرماتھے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساری حقیقت بتلائی۔ حضرت مخدومؒ نے حضور سیدی قطب المدارؒ کے ظاہری وباطنی کمالات ومقامات کو تفصیل سے بیان کیا اور ان کے دل ودماغ کو منور کر کے فرمایا کہ تمہارے لئے اسی میں فلاح وبہبودی ہے کہ بلاتوقف نیازمندی واخلاص کے ساتھ حضور اقدس کی خدمت میں حاضر ہوکر عذر وتقصیرات کرو اور جب حضرت والا کو یہ معلوم ہوگا کہ تم اس حقیر اشرف سمنانی کے پاس آئے ہو تو بہت توجہ ومہربانی فرمائیں گے۔ چنانچہ ملک العلماء قاضی شہاب الدین نے اپنے ظاہری وباطنی خیالات کو حضرت مخدومؒ کی خاص توجہ سے درست کیا اور بہت ہی بیچینی عقیدت ومحبت کے ساتھ حضور اقدس سید بدیع الدین احمد

قطب المدارؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تقصیرات گذشتہ کی معافی چاہی اور سلسلہ عالیہ مداریہ میں داخل کرنے کی درخواست کی حضور اقدس نے آپ پر نہایت شفقت و محبت فرمایا اور سلسلہ کی پاک برکتوں ونسبتوں سے سرفراز فرما کر اجازت وخلافت سے نوازا۔ یہی ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی ثم جونپوری ہیں جو حضرت قطب المدارؒ کے سامنے بے اختیار سجدہ کرنے پر کفر کا فتویٰ دیا کرتے تھے لیکن جب قاضی موصوف حضرت قطب المدارؒ کے حضور میں حاضر ہوئے اور آپ نے چہرۂ مبارک سے نقاب اُلٹی اور ملک العلماء قاضی شہاب الدین کی نظر روئے انور پر پڑی تو آپ نے ہوش وحواس کھودیئے اور بے ہوش ہو کر سجدہ میں گر گئے اور جب ہوش آیا تو کہا کہ یا نورالانوار میں اپنی غلطیوں پر توبہ کرتا ہوں اور معافی کا خواستگار ہوں۔ سیف زبان اور کن فیکون کا مظہر تھے جو کہتے تھے فوراً ہو جاتا تھا۔

جواب مکتوب سید بدیع الدین زندہ شاہ قطب المدارؒ

ھو الموجود! برادرم قاضی شہاب الدین ابن شمس عمر دولت آبادی کو معلوم ہو کہ مکتوب آں برادر نبیرۂ سید المرسلین سید طاہر دام سیادتہ ونظافتہ۔ اس درویش بے خویش کو پہونچا۔ آپ کے خط میں ایسا دیکھا گیا کہ لوگوں سے سنا جاتا ہے کہ مخصوص ملاقات حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بے واسطہ بحسب ظاہر آپ کو میسر آئی، یہ امر نہایت عجیب وغریب معلوم ہوتا ہے اور کوئی شخص اُس بند دروازے کو نہیں کھولتا کہ کیونکر ہوئی۔ دوسرے یہ کہ ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' سے مراد یہی علم جو ہم نے حاصل کیا ہے یا کوئی اور علم مراد ہے، ان دونوں باتوں کا جواب دیکر مطمئن فرمایئے۔

الجواب بالصواب:

اے برادر عوام کو حضرت الوہیت کے خواص واسرار کا جاننا بہت ہی مشکل ہے۔ آگاہ ہو کہ وہ لوگ خانقاہ عدم کے گوشہ نشین اور نفخت فی من رحی کے وسیع میدان کے شہسوار ہیں اور لوگوں کو ان کے اسرار وامور مخفیہ میں کچھ دخل نہیں، چونکہ حضرت الوہیت کے لم یزل بارگاہِ قدس میں قرب واختصاص کی خلعت فاخرہ اور عطیۂ عظمیٰ سے سرفراز ہیں اور اپنے حدوث وفنا سے بیگانہ ہیں۔ وہ جبرئیل علیہ السلام کو اپنی رکابداری میں نہیں لیتے اور نہ میکائیل علیہ السلام کو اپنی حاشیہ برداری میں قبول کرتے ہیں۔ ایک قدم میں دونوں عالم سے نکل جاتے ہیں اور صحرائے الوہیت اور عالم لامانی میں جو ایک لامحدود غیر متناہی ہے جولانگری کرتے ہیں خداوند قدوس کی بارگاہ میں شب وروز بسر کرتے ہیں اور ''یمحو مایشاء ویثبت'' پڑھ کر نام ونشان جمیع مخلوقات سے بیگانہ رہتے ہیں۔

حق سبحانہ تعالیٰ اس قوم کی عزت کو لوگوں سے محفوظ وما مون رکھتا ہے مگر جس کو چاہے ''ان مقالید السموات والارض'' اسی کے واسطے خاص ہے یہ درویش بے خویش درہائے بستہ کھول رہا ہے اور مامور بامر اللّٰہ ہے اور لاغالب سے دکھلاتا ہے کہ اس کا حکم ہے اور تم نے اس کو پڑھا اور سنا ہوگا کہ حضرت سید حیدر الغالب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے ولادت سے کم وبیش دوسو سال قبل ہی حق سبحانہ تعالیٰ کے حکم سے متمثل ہو کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو شیر کے سامنے رہائی دلائی تھی۔ پس مقربانِ بارگاہ الوہیت کو اس وجود عنصری کے بعد ہر وقت تصرف رہتا ہے وہ کبھی تو لباس عنصری پہنتے ہیں اور کبھی وجود مثالی اختیار کر لیتے ہیں۔ ان میں سے بعض حضرات موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی مناجات کے وقت موجود تھے اور جب پوشیدہ باتیں خداوند

عالم نے شب معراج میں قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ کے مقام پر حضرت رسالتمآب فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمائی تھیں اُس وقت بھی وہ لوگ سن رہے تھے اور اصحاب صفہ کے درویشوں اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مصافحہ کرتے تھے اور حیات وممات میں ان کے ساتھ اور اب بھی ہیں اور وہ کل کو پاچکے ہیں جز کی کیا حقیقت ہے۔ اب آپ پر اس سوال کا جواب کما حقہ واضح ہوگیا تو دوسرا سوال آپ کا یہ ہے:

(۲) جواب: العلماء ورثۃ الانبیاء سے کون اور کس علم کے علماء مراد ہیں؟

واضح ہو کہ حضرت مردانِ حق اور بادشاہ کشانِ میخانہ مطلق باریافتگانِ حرم وشیفتگانِ پرنو جمال بے مثال معشوقِ حقیقی قبل اس کے بفوائے منطوق لازم الوثوق حضرت سبحنہ تعالیٰ یخرج من بین الصلب والترائب'' عدم کے نہاں خانہ سے منزل وجود التسلیم نے مساکین کے ساتھ خدا تعالیٰ سے شرکت کی درخواست فرمائی ہے۔ اس اہم نکتہ کو جو سمجھا سو سمجھا۔

مکتوب پڑھ کر ملک العلماء کی حیرت اور بیعت

یہ واقعہ ابراہیم شاہ شرقی جونپوری کے دور کا ہے جب حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ قطب الدار متصل کوتوالی جہاں عبادتی روضہ بنا ہے وہیں مقیم تھے۔ ملک العلماء قاضی شہاب الدین مشیر سلطنت شرقیہ اور پورے شمالی ہند حدود سلطنت شرقیہ کے قاضی القضاۃ تھے۔ جو کسی حکومت میں سب سے بلند پایہ منصب ومرتبہ ہے۔ آپ چودہویں صدی عیسویں کے شمالی ہند میں سلطنت شرقیہ جونپور کی طرف سے سیاہ وسفید کے مالک تھے بلکہ مختار کل تھے۔ آپ حضرت قطب المدارؒ کا یہ جواب پڑھ کر بے حد متحیر اور سراسیمہ ہوئے۔ لیکن غرور مرتبہ ومنصب کو یکبارگی دل ودماغ سے دور نہ کرسکے۔ اس لئے انہوں نے چاہا کہ حضرت سیدی قطب المدار رضی اللہ عنہ کو گھر پر بلاکر سعادت وملازمت سے مستفیض ہوں اور اپنی تقصیرات کی معافی چاہیں چنانچہ یہ شعر خدمت اقدس میں بھیجا

اے نظر آفتاب ہیچ زماں دارت
کیں درودیوار ماز تو منور شود

چونکہ حضور والا جاہ قطب المدارؒ کشف صریح کے مالک تھے قاضی صاحب کی نیت اور دل کا حال آپ پر روشن ہوگیا۔ یہ شعر جواب میں بھیجا ۔

پرتوِ خورشید عشقِ برہنہ ناہد ولے
سنگ بیک نوع نیست تاہمہ گوہر شود

اس شعر کے بعد ملک العلماء قاضی شہاب الدین بہت ہی گھبرائے اور چونکہ حضرت معرض قتل میں آگئے اور اپنے مقصود ومطلوب تک نہیں پہونچے کیونکہ مقام ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' پر نہ تھے۔ عمل کے اقسام میں سے اگر سب کو بیان کیا جائے تو دفتر ہوجاوے۔ مقصود تمام عالم سے باری تعالیٰ عزاسمہ ہے جو بیان کیا جاچکا ہے۔

بعض علماء ظاہر نے جب یہ خوب سمجھ لیا کہ یہ علم بغیر دستگیری مرشد کامل حاصل نہیں ہوسکتا اور بغیر صفائی باطن یہ دروازہ ہرگز نہیں کھل سکتا اور اپنی استعداد اور قابلیت سلوکِ صوفیہ واہل صفانہ پائی یا علوم ظاہر کی تحصیل میں مشغور ہوگئے اور غم آخرت دل میں لے گئے اور آخر میں اس علم کو حجاب الاکبر پایا ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' کے یہی معنی ہیں اور جو علم آپ نے حاصل کیا ہے وہ کسبی ہے جو محنت شاقہ وجدوجہد بیشمار سے حاصل ہوا ہے۔ اور علم ''ورثۃ الانبیاء'' جو وہبی ہے نہ محنت سے نہ مشقت اگرچہ اہل علوم ظاہر یہ کے نظر یہ میں

رنج ومشقت معلوم ہوتی ہے۔مگر فی الحقیقت یہ افضال ومواہب الٰہیہ اورالطاف ربانیہ اورحکم لاتمناہی ہے جس کو یہ مقام حصال ہوااُس کے لئے ازبالائے عرش تازیرزمین سب اُس کے زیرقدم ہے۔بارگاہ الوہیت تبارک وتعالیٰ سے یہ جنت بخشی اوردوزخ آشامی پرمقدم کردیئے گئے ہیں۔پشت پدرورحم مادرسے بامیراث آئے ہیں اورقول سبحانہ تعالی عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ. کے مصداق وہی مرادانِ بارگاہ ایزدلم یزل ہیں۔حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضورمیں درویشوں کی ایک جماعت تھی جواصحاب صفہ کے لقب سے ملقب تھے۔جب سلطان لولاک لماخلقت الافلاک اظہرت الربوبیت سرکارکائنات علیہ الصلوۃ والسلام نے جس کا مرتبہ ومقام اور منزل اللہ پاک کے نزدیک بلند دیکھا توان مسکینوں کی جانب متوجہ ہوئے اورجناب الٰہی میں دعافرمائی اللھم احیینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین برحمتک یاارحم الراحمین. اٰمین۔غور فرمایئے کہ حضورعلیہ الصلوۃ والسلام۔

شرقی حکمراں کی بارگاہ قطب المدارمیں حاضری اورایک عظیم الشان عمارت کی تعمیر

۸۳۸ھ میں جب ابراہیم شاہ شرقی جونپوری نے تیسری مرتبہ کالپی پرحملہ کیااوروہاں کے گورنر قادرشاہ جو کہ محمد تغلق کا ناظم تھااس کوشکست دی اورکچھ دنوں کالپی میں قیام کرنے کے بعدمکن پورشریف پہنچاحضورمدارپاک کی ملاقات کومگراس کوخبرملی گئی مدارپاک دنیاسے تشریف لے جاچکے ہیں، تواس نے ان کے مزارشریف پراپنی حاضری درج کرائی۔مزارشریف پرایک خوبصورت ساحجرہ تعمیرکرایااوراس کے چاروں طرف چہاردیواری بنوائی۔

اس ضمن میں فارسی تصنیف تکرۃ المتقین کے صفحہ نمبر 180 پرتحریرہے:

روضہ شریف

این قبہ پرنورتعمیرکنانیدہ سلطان ابراہیم شرقی جونپوری ست۔دراصل دربنجا تالابی بودداروغہ ے مداری یاعزیزپیہم می آمد۔وقتیکہ حضرت قطب المدارقدس سرہ بادشاہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ وبایتمام رونق افروز شدند۔آن ندااز رسیدن آنجناب سکون گرفت۔حضرت قدس سرہ۔ازحجرابیان والاشان مخاطب شدہ ارشادفرمودندکہ مدفن خویش عین جاشدنیست۔کہ تالاب ازمشیت ایزدی خشک گردید۔پس جانجاحجروتیارساختہ گشت۔دوران حجرہ تاحیات آنجناب بیادحق مصروف ماندند وہمون جامدفون ہم شدہ۔سلطان ابراہیم شرقی جونپوری موصوف کہ یکی ازمریدان آنحضرت بود برمرقدمنورحاضرگردیدبنابربنای گنبدوخانقاہ عالی اجازتے دادتعمیرگنبدآغازشد۔وقتیکہ بتقریب عرس آنحضرت حاضرشدبرملازمان خویش غضبناک گردید۔وگفت کہ حکم مابنابرگنبدعالی وعمارت بلندبود۔اینچہ کردہ ایدبازازسرنو عمارت نفیس تیارکردہ ایدمہتم عمارت دست بستہ عرض کردکہ عجیب معاملہ ایست کہ درین حضرت اجازت عمارت خالی نیست۔ازروئے بشارت اینقدرتیارنمودہ شد۔چنانچہ سلطان راہم بشارت شد۔بس آنہمہ ازمعرض عتاب شاہی خلاصی یافتند۔ظاہراکارسنگےنیست مگرقبہ انورکہ سراسرنورست چنانکہ میضرماند۔

مرقدش فیض مجسم قبہ اش نورجسیم
حضرتش خیرالمرقد ....

معنی نور علی نور بیاض گنبدش
مصرعۂ بالش ....
خینا ہی بنجرہ بنگر کہ ہراثنین آن
عینک ....

شرقی دورحکومت کی عجیب کاریگری

ابراہیم شاہ شرقی جونپوری کے بنوائے ہوئے مقبرے کے بارے میں بڑی تفصیل کے ساتھ تذکرہ نگاروں نے بحث کی ہے۔ ایک جو عجیب سی حقیقت سامنے آئی وہ یہ ہے کہ مقبرے کے بالائی حصہ پر جو گنبد تعمیر ہے اس کا سایہ دیواروں پر رہتا ہے زمین پر نہیں نظر آتا ہے۔ صبح دوپہر یا شام سورج کسی طرف ہو گندب کا سایہ زمین پر پڑتے نہیں دیکھا گیا ہے۔

بادشاہ کا بنوایا ہوا مقبرہ چاروں طرف دیواروں سے مزین ہے اور ہر ایک دیوار کی لمبائی چوڑائی اور اونچائی بالکل برابر ہے۔ مقبرے کی ایک دیوار 31.5 فٹ لمبی اور 15 فٹ اونچی ہے۔ اسی طرح چاروں دیواروں کا طول وعرض برابر ہے۔ مقبرے کے باہر ایک بہت بڑی چہار دیواری ہے جس کی ایک دیوار کی لمبائی 70 فٹ ہے اسی طرح چاروں دیواروں کی لمبائی برابر ہے۔ یہ ایک بہت بڑا احاطہ ہے جس کو ''حرم'' کہا جاتا ہے۔ آستانہ عالیہ مدارالعالمینؒ پر حاضری دینے والوں کی رسائی اسی حرم تک ہوتی ہے کیوں کہ مقبرے شریف میں اندر کوئی نہیں جاتا ہے۔ حرم میں بیٹھ کر ہی اذکار ووظائف اور فاتحہ خوانی کی جاتی ہے۔ مقبرے میں ہر دیوار میں بڑی بڑی جالیاں نصب ہیں جن کے خوبصورت روزنوں سے اندر مزار مبارک کی زیارت کی جاتی ہے۔

حرم کی چہار دیواری میں ایک خاص دروازہ بادشاہ ابراہیم شاہ شرقی نے لگوایا تھا مگر عرس اور میلے میں بھیڑ بہت زیادہ ہوتی اور لوگوں کو حاضری دینے میں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ تو کانپور کے ضلع مجسٹریٹ مسٹر بیرسٹن نے جنوبی دیوار میں ایک دروازہ اور لگوادیا تھا اس طرح اب حرم میں آنے اور جانے کیلئے دو دروازے ہیں۔

کتاب تذکرۃ المتقین فارسی تصنیف کے صفحہ نمبر 182 پر تحریر ہے:

کہ گرد روضۂ اطہر محاصرہ است در زمانہ حضرت قطب المدار بود مگر خام شمس نانی تکیہ برحصار زدہ ایستادہ مے ماند۔ بجز اوقات خمس نماز از جانجب بدے کسی را بلا اجازتش مجالے نبود کہ اندر شدی این حصار نیز از اہتمام میر سید صدر جہان کہ یکے از مقربان سلطان ابراہیم شرقی واز مریدان خصوصیت اختصاص آنحضرت قدس سرہ بود تعمیر شد و دروے یک دروازہ پختہ نصب ساختہ گشت در سنہ ہشتصد وچہل مقبرہ شریف تعمیر گردید وچہار دیواری روضۂ اقدس ہم درہمون ایام باانجام رسید و دروازہ جدید جنوب در یہ عہد مسٹر بریسین کلکٹر بہارد مجسٹریٹ ضلع کانپور تیار نمودہ شدتارفت..........

روضہ مبارک کے تعلق سے ابراہیم شاہ شرقی کی کارکردگی کا ذکر کرتے ہوئے اپنی تصنیف ''مدارعالم'' کے صفحہ نمبر 12 پر الحاج سید ظہیر المنعم بن میاں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت ابراہیم شاہ شرقی جونپوری کو عقیدت سرکار مدارالعالمین قدس سرہ سے جو رہی وہ کچھ غیر معمولی نہ تھی جس کے لکھنے کو ایک الگ کتاب ہو۔ تیسری بار جب کالپی میں قادر شاہ کو جو محمد تغلق کا ناظم تھا شکست دے کر آیا تو آپ کا وصاف ہو گیا تھا اور آپ کے جانشین خواجہ سید محمد ارغون موجود تھے۔ یہاں پہنچ کر اس نے روضہ شریف اور متعلقہ عمارات کی تعمیر کرنے کا بندوبست کیا۔ تعمیرات کے علاوہ پانچ سو بیگھہ آراضی آستانہ عالیہ کے نام وقف

کی اور اپنے معتمد خاص محمد نظام کو چھوڑ کر جونپور واپس آ گیا"۔

صفحہ نمبر 13 کتاب مدار عالم میں مصنف نے آگے تحریر فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ:

""محمد نظام مداری کی معرفت سید ابو محمد ارغون کی سجادہ نشینی کے دور میں روضہ منورہ کی تعمیر ہوئی۔ صدر دروازے پر محمد نظام کے نام کا کتبہ سن تعمیر کے ساتھ نصب ہے۔ یہ عمارت 868ھ سے 874ھ تک تعمیر ہوئی تھیں۔ اس آراضی کا تملیک نامہ جونپور سے خواجہ سید ابو محمد ارغونؒ کے پاس بھجوا دیا گیا تھا۔

تاریخی اختلاف اور اس کا جواب

خانقاہ عالیہ مدار العالمینؒ کے صدر دروازہ یعنی حرم اول کے دروازے پر جو کتبہ نصب ہے اس میں عمارت کی تعمیر 868ھ سے 878ھ تک تعمیر ہونا تحریر کیا گیا ہے جب کہ مؤرخین نے جب بادشاہ ابراہیم شاہ شرقی جونپوری کی تاریخ وفات تحریر کی تو کسی نے 844ھ اور کسی نے 840ھ تحریر کی ہے۔ اس طرح کسی نے اس کی حکومت کی مدت 40 سال تو کسی نے 36 برس تحریر کی ہے۔ اس طرح بادشاہ کی وفات کے 20 برس کے بعد عمارت کا تعمیر ہونا لکھا ملتا ہے جو کتبہ میں تحریر ہے۔ مگر بادشاہ ابراہیم شاہ شرقی کا فرمان جس میں اس نے پانچ سو بیگھہ آراضی وقف کرنا اور عالی شان عمارت تعمیر کرنے کا حکم جاری کیا وہ آج بھی تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ یہ فرامین حضور مدار العالمینؒ کے وصال مبارک کے فوراً بعد یعنی 838ھ کے ہی ہیں اور ان فرامین پر یہی تاریخیں ثبت ہیں۔

ایک مدلل تحقیق

مندرجہ بالا تاریخیں جو تعمیرات سے تعلق رکھتی ہیں بلاشک وشبہ صحیح اور درست ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ابراہیم شاہ شرقی بادشاہ کی حیات میں ہی مقبرہ شریف بن کر تیار ہو گیا تھا البتہ چہار دیواری کا جو حصہ باقی رہ گیا تھا اس کی تعمیر بعد میں ہوئی ہے۔ اور جب چہار دیواری بن گئی اور اس میں ایک بڑا سا دروازہ نصب کر دیا گیا تو اس دروازے پر جو کتبہ لگایا گیا وہ چہار دیواری کی تعمیر کی تاریخ بیان کرتا ہے۔

چونکہ بادشاہ کے فرامین بتاتے ہیں کہ حضور مدار العالمینؒ کے رحلت فرمانے کے بعد جب بادشاہ نے مزار مقدس پر حاضری دی تو اسی وقت ایک عالی شاہ حجرہ تعمیر کرنے کا حکم جاری کر دیا تھا جو بادشاہ کی زندگی ہی میں پائے تکمیل تک پہونچ گیا تھا۔

• • •

عرس قطب المدار کے حسین وجمیل اور پر مسرت موقع پر منعقد ہونے والے شہزادگان وسادات مکن پور شریف کی

عظیم وبرگزیدہ شخصیات کے تمام تراعراس کی ہم مبارکباد پیش کرتے ہیں

خادم آستانہ قطب المدار

ڈاکٹر سید مقتدا حسین جعفری مداری

چیف ایڈیٹر۔سہ ماہی رسالہ "رہبر نور" مکن پور شریف

موبائل نمبر: 9956677119

حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اردو کے پہلے ادیب و مصنف

ادب کے جھروکے سے

دلائل و شواہد کے تناظر میں

از قلم: مولانا طفیل احمد مصباحی

اردو زبان و ادب کے فروغ و استحکام اور اس کی ترویج و اشاعت میں صوفیائے کرام کی خدمات تاریخی مسلمات سے ہیں۔ بابائے اردو مولوی عبد الحق کی بلند پایہ تحقیقی کتاب "اردو کی ابتدائی نشو ونما میں صوفیائے کرام کا کام " اس کی واضح مثال ہے جس میں صوفیائے کرام کی ادبی و لسانی کارگذاریوں پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ان نفوسِ قدسیہ نے دین و مذہب کی تبلیغ و توسیع کے علاوہ کس طرح گیسوئے ادب کی مشاطگی کی ہے اور اس کی نشو ونما میں کتنا اہم کردار ادا کیا ہے۔ دعوت و تبلیغ کے لیے ضروری ہے کہ مبلغ عوامی زبان سے پوری طرح واقف ہو۔ اردو زبان سے صوفیائے کرام کی دلچسپی کی ایک بڑی وجہ دعوت و تبلیغ بھی رہی ہے۔ عوام و خواص کے دلوں پر حکومت کرنے والے صوفیائے کرام اور مشائخ ملت عوامی زبان اس لیے سیکھتے کہ دعوت و تبلیغ کا فریضہ بہتر اور مؤثر طریقے پر انجام پا سکے۔ مولوی عبد الحق کے بقول:

علما و امرا بلکہ حکومتوں اور بادشاہوں سے بھی وہ کام نہیں ہو سکتا جو فقیر اور درویش کر گزرتے ہیں۔ بادشاہ کا دربار خاص ہوتا ہے اور فقیر کا دربار عام ہے جہاں بڑے چھوٹے، امیر غریب؟ عالم جاہل کا کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔ بادشاہ جان و مال کا مالک ہوتا ہے؟ لیکن فقیر کا قبضہ دلوں پر ہوتا ہے۔ اس لیے اُن کا اثر محدود ہوتا ہے اور اِن کا (صوفیوں اور درویشوں) بے پایاں اور یہی سبب ہے کہ درویش کو وہ قوت و اقتدار حاصل ہو جاتا تھا کہ بڑے بڑے جبّار اور با جبروت بادشاہوں کو بھی اس کے سامنے سر جھکانا پڑتا تھا۔ مسلمان درویش ہندوستان میں پُر خطر اور دشوار گزار رستوں، سر بفلک پہاڑوں اور لق و دق بیابانوں کو طے کر کے ایسے مقامات پر پہنچے جہاں کوئی اسلام اور مسلمان کے نام سے بھی واقف نہ تھا اور جہاں ہر چیز اجنبی اور ہر بات ان کی طبعیت کے مخالف تھی۔ جہاں کی آب و ہوا، رسم و رواج، صورت و شکل آداب و اطوار و لباس، بات چیت غرض ہر چیز ایسی تھی کہ ان کو اہل ملک سے اور اہل ملک کو ان سے وحشت ہو۔ لیکن حال یہ ہے کہ انہیں وصال کیے صدہا سال گزر چکے ہیں لیکن اب بھی ہزاروں لاکھوں بندگانِ خدا صبح و شام ان کے آستانوں پر پیشانیاں رگڑتے ہیں اور جن جن مقامات پر ان کے قدم پڑے تھے وہ اب تک "شریف" اور "مقدس" کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔ یہ کیا بات تھی؟ بات یہ تھی کہ ان کے پاس دلوں کے کھینچنے کا وہ سامان تھا جو نہ امرا و سلاطین کے پاس ہے اور نہ علما و حکما کے پاس۔ لیکن دلوں کو ہاتھ میں لانے کے لیے

سب سے پہلے ہم زبانی لازم ہے۔ہم زبانی کے بعد ہم خیالی پیدا ہوتی ہے۔درویش کا تکیہ سب کے لیے کھلا تھا۔بلا امتیاز ہر قوم وملت کے لوگ ان کے پاس آتے اور ان کی زیارت اور صحبت کو موجبِ برکت سمجھتے۔عام و خاص کی کوئی تفریق نہ تھی۔خواص سے زیادہ عوام ان کی طرف جھکتے تھے۔اس لیے تلقین (دعوت وتبلیغ) کے لیے انہوں نے جہاں اور ڈھنگ اختیار کیے۔ان میں سب سے مقدم یہ تھا کہ اس خطے کی زبان سیکھیں تاکہ اپنا پیغام عوام تک پہنچا سکیں۔چنانچہ جتنے اولیاء اللہ سرزمینِ ہند میں آئے یا یہاں پیدا ہوئے۔وہ باوجود عالم و فاضل ہونے کے عوام سے انہیں کی بولی میں بات چیت کرتے اور تعلیم وتلقین فرماتے تھے۔یہ بڑا گُر تھا اور صوفیا اسے خوب سمجھتے تھے۔

(اردو کی ابتدائی نشو ونما میں صوفیائے کرام کا کام ص:3 4 ناشر: انجمن ترقی اردو ہند نئی دہلی)

ہندوستان میں چشتی صوفیائے ومشائخ نے جہاں دین و مذہب کی گراں قدر خدمات انجام دیں ؟ وہیں علوم و ادبیات کے فروغ و استحکام میں بھی نمایاں طور پر حصہ لیا۔ کتب ورسائل اور ملفوظات ومکتوبات کی صورت میں صوفیائے چشت اہلِ بہشت کے علمی و ادبی کارناموں کی سینکڑوں مثالیں تاریخ کے صفحات میں محفوظ ہیں۔محبوبِ الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء اور آپ کے خلفا اور خلفا کے خلفا نے دین و دانش اور ادب و ثقافت کی اہم خدمتیں انجام دیں۔ اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بیگم ریحانہ فاروقی (مدیرہ اعلیٰ آستانہ دہلی) لکھتی ہیں:

اگر ہم یہ کہیں کہ دلی میں اردو ادب کی خدمت کے آغاز اور اس کی ترویج وترقی کے بانی و معمارِ اول حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں تو بیجا نہ ہوگا۔حضرت کی خانقاہ دینی وروحانی تعلیم کا تو مرکز تھی ہی لیکن یہاں ظاہری تعلیم بھی دی جاتی تھی۔محبوب الٰہی یہ چاہتے تھے کہ ایک ایسی ہلکی پھلکی زبان وجود میں آئے جو عوام کے درمیان باہمی خلوص و رابطہ کا آسان ذریعہ بن سکے اور صوفیا و مشائخین اور علمائے دین اس کے ذریعہ بہ آسانی مؤثر طور پر تبلیغ دین کرسکیں ؟ درسِ طریقت و ریاضت دے سکیں اور اس زبان کے ذریعہ بندگانِ خدا کی حقیقی معنوں میں اثر آفریں رہنمائی و رہبری کرسکیں۔یہ صحیح ہے کہ حضرت نے خود اردو میں کوئی تحریری کام انجام نہیں دیا جس کا سبب یہی ہوسکتا ہے کہ حضرت موصوف نے عبادت و ریاضت اور مخلوق خدا کی بے لوث خدمت کو اولیت اور ترجیح دی اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ان مصروفیات کے حلقہ میں رہ کر کوئی تحریری کام کرنے کا وقت نکالنا ممکن ہی نہیں ہوسکتا تھا۔یہی وجہ تھی کہ انہوں نے اپنے عزیز ترین سعادت مند و فرماں بردار مرید و شاگرد رشید حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس مقصد کے آغاز و حصول کے لیے احساس دیا۔وہ یہ بھی جانتے تھے کہ حضرت امیر خسرو اردو زبان و ادب کی ترویج وترقی کے لیے کامیاب معمار اول ثابت ہوں گے۔

(دہلی کے مشائخ کی ادبی خدمات ص:24 ناشر: اردو اکادمی دہلی)

حضرت نظام الدین اولیاء کے خلفا کے خلفا میں ایک نمایاں ترین ہستی کا نام حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ ہے جنہوں نے دعوت وتبلیغ مذہب وروحانیت اور علم و ادب کی وسیع پیمانے پر خدمت انجام دی۔ آپ جامعِ شریعت وطریقت تھے۔لطائفِ اشرفی اور مکتوباتِ اشرفی کے مطالعہ سے علومِ ظاہری و باطنی میں آپ کے رسوخ ومہارت کا اندازہ ہوتا ہے۔مختلف دینی وعلمی موضوعات پر دو درجن سے زائد کتب ورسائل آپ کے تبحرِ علمی پر دلالت کرتے ہیں۔ آپ کو بہت ساری علمی و روحانی فضیلتیں حاصل ہیں۔آپ کے علمی وادبی فضائل میں سے ایک نمایاں ترین فضیلت یہ بھی

ہے کہ آپ اردو کے پہلے مصنف ہیں۔ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے اردو رسالۂ اخلاق وتصوف کی دریافت میر نذر علی درؔد کاکوروی کا ایک عظیم کارنامہ ہے اور اس کے لیے وہ پوری دنیائے ادب کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری اور ڈاکٹر فرقان علی مخمور کاکوروی نے نذر علی درؔد کاکوروی کی اس عظیم تحقیقی دریافت کو سراہا ہے اور دوسرے ادبا و محققین کی صرف اس لیے سرزنش کی ہے کہ اس تحقیقی دریافت کا سہرا درؔد کاکوروی کے بجائے پروفیسر حامد حسن قادری کے سر کیوں باندھا جاتا ہے۔ اردو کی پہلی تصنیف اور اردو کے پہلے مصنف کے بارے میں طرح طرح کی خیال آرائیاں اور قیاس آرائیاں کی گئی ہیں۔ کسی نے خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کو تو کسی نے کو حضرت امیر خسرو کو اردو کا پہلا مصنف قرار دیا ہے لیکن میر نذر علی درؔد کاکوروی کی تحقیق و دریافت کے مطابق حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی اردو کے پہلے ادیب و مصنف قرار پاتے ہیں۔ درؔد کاکوروی جب یہ نئی تحقیق لے کر اپنی دھماکے دار انٹری کے ساتھ میدانِ ادب میں وارد ہوئے تو اردو نثر کی تاریخ کے سابقہ بلند بانگ دعوے اور بہت سارے مزعومات و مسلّمات کی دیواریں منہدم ہو گئیں اور رفتہ رفتہ اربابِ ادب و تحقیق اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی واقعی اردو کے پہلے ادیب و مصنف ہیں اور اخلاق وتصوف سے متعلق ان کا تحریر کردہ بلند پایہ رسالہ اردو نثر کی پہلی کتاب ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں عصری دانش گاہوں سے تعلق رکھنے والے فضلا اور ماہرینِ زبان و ادب کے وقیع افکار و آرا جمع کیے گئے ہیں تاکہ علمی و ادبی حلقوں میں اس فکر و خیال کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جا سکے۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی سے متعلق درؔد کاکوروی کی نئی تحقیقی دریافت:

سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ سے متعلق درؔد کاکوروی کی تحقیقی دریافت اور درؔد صاحب کی تحقیقی عظمت پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر فرقان علی مخمور کاکوروی لکھتے ہیں:

دنیا کی ہر زبان کے نگار خانے میں ہم کو تین طرح کے لوگ نظر آتے ہیں۔ ایک وہ جو صرف شاعری کرتے ہیں۔ دوسرے جنھوں نے نثر نگاری کو اپنا شعار بنایا اور تیسرے وہ جو شاعری کرنے کے ساتھ ساتھ نثر نگاری میں بھی بہترین صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ میر نذر علی درؔد کاکوروی کا شمار ایسے ہی لوگوں میں ہوتا ہے جنھوں نے شاعری بھی کی اور نثر کے میدان میں بھی اپنے اشہبِ قلم کو جولاں کیا۔ یہاں یہ بھی عرض کر دینا بعید از موضوع نہ ہوگا کہ ایسے لوگوں کی تعداد خال خال ہے جن کو نظم اور نثر دونوں میں کامل دستگاہ حاصل ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے درؔد کی ایوانِ ادبِ اردو میں اہمیت و افادیت اور نمایاں ہو جاتی ہے۔ درؔد کاکوروی نے اپنے عہدِ شباب میں شاعری کے ساتھ نثر نگاری کی طرف بھی خاص توجہ کی اور مختلف تاریخی، ادبی اور مذہبی موضوعات پر قلم اٹھایا۔ ان کی نثر میں سادگی اور سلاست کے ساتھ علمی سنجیدگی ہے۔ اسی لیے ان کے ادبی اور تاریخی مضامین میں ان کی فکر پوری طرح ظاہر ہوئی ہے۔ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ اس وقت درؔد نے زبان پر جس قدرت کا ثبوت دیا ہے وہ انشا پردازی نہیں ہے بلکہ فکر و خیال کی ترسیل کا کامیاب نمونہ ہے۔ نثر میں درؔد کئی حیثیتوں سے نمودار ہوتے ہیں۔ وہ بیک وقت مصنف بھی ہیں اور مؤلف بھی، محقق بھی ہیں اور ناقد بھی، مرتب بھی ہیں اور مؤرخ بھی۔ انہوں نے اپنی نثر میں مختلف النوع مضامین یادگار چھوڑے ہیں۔

درؔد کاکوروی جس پایہ کے شاعر ہیں اسی پایہ کے نثر نگار بھی ہیں۔ اردو نثر میں ان کے دو مضامین ایسے ہیں جنھوں نے بحیثیتِ نثر نگار ان کو شہرت کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ ایک

مضمون تو وہ ہے جس میں انہوں نے مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کے "رسالۂ معرفت" کو اردو نثر کی پہلی کتاب قرار دیا ہے۔ اگر چہ یہ بات ابھی تک پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچ سکی ہے پھر بھی اس کتاب کے وجود سے یکسر انکار نہیں کیا جا سکتا۔ درد کاکوروی نے خود ۲۰۷ صفحات پر مشتمل مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کی اس قلمی کتاب کو دیکھا تھا اور اس کے چند جملے بھی بطورِ نمونہ پیش کیے تھے۔ ان کا یہ مضمون (ماہنامہ) نگار دسمبر 1952 میں شائع ہوا تھا اور پروفیسر حامد حسن قادری نے اپنی کتاب "داستانِ تاریخ اردو" میں اس رسالہ کو اردو کی پہلی کتاب تسلیم کرتے ہوئے لکھا:

میر نذر علی درد کاکوروی رسالہ نگار بابت دسمبر ۱۹۵۲ء میں لکھتے ہیں کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اپنے سلسلہ کے ایک بزرگ مولانا وجیہ الدین کے ارشادات کو اردو زبان میں (جس کو اس زمانہ میں زبان ہندی کہا کرتے تھے)، خود جمع کیا ہے۔ میں نے اپنے بزرگ کے پاس خود اس کتاب کو دیکھا ہے۔ یہ قلمی کتاب ۲۰۷/صفحہ کی ہے۔ اس کے ص: ۱۱۸ کی عبارت کا ایک ٹکڑا یہ ہے:

"اے طالب! آسمان و زمین سب خدا میں ہے۔ ہوا سب خدا میں ہے۔ جو تحقیق جان اگر تجھ میں سمجھ کا کچھ ذرہ ہے تو صفات کے باہر بھیتر سب ذات ہی ذات"۔

درد کاکوروی کی یہ تحقیق حامد حسن کے حوالے سے اتنی مشہور ہوئی کہ ادبی حلقوں میں انہیں کے نام سے منسوب ہو گئی۔ حالاں کہ قادری صاحب نے اس سلسلہ میں درد کاکوروی کی تحقیق کا ہی حوالہ دیا تھا۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ڈاکٹر نسیم قریشی نے بھی یہی غلطی کی ہے کہ حامد حسن قادری کی کتاب دیکھے بغیر ہی انہوں نے اپنی کتاب "اردو ادب کی تاریخ" کے ص: ۱۱۹ پر لکھ دیا کہ پروفیسر حامد حسن قادری کی تلاش و تحقیق نے ایک اردو رسالہ کا پتہ لگایا ہے جو "دہ مجلس" سے سوا چار سو برس پہلے ۱۳۰۰ء میں تصنیف ہوا۔ اس کے مصنف خواجہ سید اشرف جہانگیر سمنانی ہیں۔ اب علمی حلقوں میں یہ بات تسلیم کی جانے لگی ہے کہ یہ دریافت درد کاکوروی کی مرہون منت تھی۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری ایڈیٹر ماہنامہ نگار کراچی (پاکستان) نے لکھا ہے کہ:

شعبۂ تحقیق میں بھی اہل کاکوری کے بعض اضافے بہت اہم ہیں۔ میر نذر علی درد کاکوروی نے "نگار" دسمبر ۱۹۵۲ء کے شمارے میں حضرت امیر خسرو کے ایک معاصر اشرف جہانگیر سمنانی کے "رسالۂ معرفت" کا سراغ دے کر اہلِ نظر کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے کہ اردو نثر کی پہلی تصنیف یہی رسالہ ہے اور اگر اسے صحیح مان لیا جائے تو اردو میں نظم و نثر کے آغاز کا زمانہ ایک ہی قرار پاتا ہے اور اُردو نثر کی تاریخ بھی کوئی سات سو سال پرانی ہو جاتی ہے۔

(میر نذر علی درد کاکوروی: حیات اور کارنامے ص: 285 286? ناشر: مخمور کاکوروی تقسیم کار: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی)

(2) ڈاکٹر حامد حسن قادری:

ڈاکٹر حامد حسن قادری درد کاکوروی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"خواجہ سید اشرف جہاں گیر سمنانی نے (جن کا مزارِ مبارک کچھوچھہ شریف علاقہ اودھ میں ہے) اُردو میں ایک رسالہ "اخلاق و تصوف" پر ۱۳۰۸ء/۷۰۸ء میں تصنیف کیا۔ نثرِ اردو میں اس سے پہلے کوئی کتاب ثابت نہیں۔ سید اشرف جہاں گیر سمنانی صاحب ۱۲۸۹ء/۶۸۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۰/ سال کی عمر پا کر بہ حساب قمری ۱۴۰۵ء/۸۰۸ء میں وفات پائی۔ "خالقِ باری" کا سالِ

تصنیف معلوم نہیں۔ لیکن چوں کہ امیر خسرو وسید اشرف صاحب سے عمر میں ۳۵ رسال بڑے ہیں اس لیے " خالقِ باری " کو مقدم رکھا گیا ہے۔ ممکن ہے سید اشرف صاحب کی کتاب پہلے لکھی گئی ہو اور اردو زبان میں تصنیفِ اولین یہی ہو۔ بہر حال اولیت انہیں دونوں (حضرت امیر خسرو و حضرت مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی علیہما الرحمہ) میں دائر ہے۔ اب تک اربابِ تحقیق متفق الرائے تھے کہ شمالی ہند میں اٹھارہویں صدی عیسوی (بارھویں صدی ہجری) سے پہلے تصنیف و تالیفِ نثر کا کوئی وجود نہ تھا۔ یہ فخر دکن کو حاصل ہے کہ وہاں شمالی ہند سے چار سو برس پہلے اُردو کی تصانیف کا آغاز ہوا۔ اب سید شرف جہاں گیر کے " رسالہ تصوف " کی دریافت سے وہ نظریہ باطل ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ دکن میں اردو زبان کی بنیاد پڑنے سے پہلے شمالی ہند میں امیر خسرو اور سید اشرف جہاں گیر نے نظم و نثر دونوں کی بنیاد ڈال دی تھی"۔

(تاریخ وتنقید ص:۹ ناشر: لکشمی نرائن اگروال پبلشر آگرہ)

ڈاکٹر حامد حسن قادری اپنی دوسری مدلل تحقیقی کتاب " داستان تاریخِ اردو" میں لکھتے ہیں:

"خواجہ سید اشرف جہانگیر سمنانی (جن کا مزار کچھوچھہ شریف علاقۂ اودھ میں ہے) نے اُردو میں ایک رسالہ اخلاق وتصوف پر ۱۳۰۸ء/ ۸۰۷ھ میں تصنیف کیا۔ میر نذر علی درد کاکوروی "رسالہ نگار لکھنؤ" بابت دسمبر 1925ء میں لکھتے ہیں کہ " سید اشرف جہانگیر نے اپنے سلسلے کے ایک بزرگ مولانا وجیہہ الدین کے ارشادات کو اردو زبان میں (جس کو اس زمانے میں ہندی زبان کہا کرتے تھے) خود جمع کیا ہے۔ میں نے اپنے ایک بزرگ کے پاس خود اس کتاب کو دیکھا ہے۔ یہ قلمی کتاب ۲۰۷ رصفحہ کی ہے۔ اس کے صفحہ: ۱۱۸ کی ایک عبارت کا ٹکڑا یہ ہے: اے طالب! آسمان و زمین سب خدا میں ہے۔ ہوا سب میں خدا ہے۔ جو تحقیق جان اگر تجھ میں کچھ سمجھ کا ذرہ ہے تو صفات کے باہر بھیتر سب ذات ہی ذات۔ نثرِ اُردو میں اس سے پہلے کوئی کتاب ثابت نہیں ہے۔ سید اشرف صاحب جہانگیر ۱۲۸۹ء/ ۶۸۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۰ رسال کی عمر کو پہنچ کر ۱۴۰۵ء/ ۸۰۸ھ میں وفات پائی۔ " خالقِ باری" کا سالِ تصنیف معلوم نہیں۔ لیکن چوں کہ امیر خسرو وسید اشرف سے عمر میں ۳۵ رسال بڑے ہیں۔ اس لیے خالق باری کو مقدم رکھا گیا ہے۔ ممکن ہے سید اشرف صاحب کی کتاب پہلے لکھی گئی ہو اور اُردو زبان میں تصنیفِ اولین یہی ہو۔ بہر حال اولیت انہیں دونوں میں دائر ہے۔ بعض محققین کی نظر میں " خالقِ باری" کا انتساب حضرت امیر خسرو سے مشتبہ ہے۔ اس نظریہ کی بنا پر اگر خالق باری کسی بعد کے مصنف کا کارنامہ ہے تو پھر سید اشرف جہانگیر کا رسالہ تصوف ہی اُردو کی پہلی کتاب ہے۔ اب تک اربابِ تحقیق متفق

الرائے تھے کہ شمالی ہند میں اٹھارویں صدی عیسوی (بارہویں صدی ہجری) سے پہلے تصنیف وتالیفِ نثر کا کوئی وجود نہ تھا۔ یہ فخر دکن کو حاصل ہے کہ وہاں شمالی ہند سے چار سو برس پہلے اُردو کی تصانیف کا آغاز ہوا۔ اب سید اشرف جہانگیر کے رسالۂ تصوف کی دریافت سے وہ نظریہ باطل ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ دکن میں اُردو زبان کی بنیاد پڑنے سے پہلے شمالی ہند میں امیر خسرو اور سید اشرف جہانگیر نے نظم ونثر دونوں کی بنیاد ڈال دی تھی''۔

(داستان تاریخ اردو ص: ۳۵۔۴۵ ناشر: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی)

(3) پروفیسر اختر اورینوی (صدر شعبۂ اردو پٹنہ یونیورسٹی بہار) اپنے تحقیقی مضمون "بولیوں کا سنگم" میں لکھتے ہیں:

''دہلی اور بہار اسکول میں مماثلت ضرور ہے۔ لیکن ہر دو نے ایک دوسرے پر اثر ڈالتے ہوئے انفرادی طور پر ترقی کی ہے اور دونوں اسکول از خود پیدا ہوئے۔ میر حسن کے استاد میر ضیا دہلی سے عظیم آباد چلے آئے۔ اشکی اور جمالی نے خواجہ میر درد سے اصلاحیں لیں، مگر اس کو کیا کیجیے کہ خود میر تقی میر جعفر عظیم آبادی کے شاگرد تھے۔ راسخ عظیم آبادی اور جوشش عظیم آبادی کی شاعری میر وسوز کی شاعری کا جواب ہے۔ غالب نے بیدل عظیم آبادی کے کلام کو سامنے رکھ کر مشقِ سخن کی۔ موجودہ تحقیقات کی بنا پر تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ امیر خسرو اور حضرت خواجہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کے بعد دہلی اور صوبۂ متحدہ میں اُردو کو اُس وقت تک فروغ نہ ہوا جب تک ولی دکنی نے دہلی کے تخیل کو آ کر نہ چھیڑا''۔

(تحقیق وتنقید ص: ۳۰ ناشر: کتابستان، الہٰ آباد)

(4) پروفیسر مظفر اقبال:

اردو کے مایۂ ناز ادیب ومحقق پروفیسر مظفر اقبال (سابق صدر شعبۂ اردو بھاگل پور یونیورسٹی، بھاگل پور، بہار) کے بقول:

''مولوی عبد الحق صاحب کی کوششوں سے جب جنوبی ہند کا بیش قیمت سرمایۂ ادب اہلِ فکر ونظر کے سامنے پیش ہوا تو اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نظر نہیں آیا کہ شمالی ہند سے بہت پیش تر جنوبی ہند میں اُردو نثر میں ترجمہ وتالیف کا کام شروع ہو چکا تھا۔ محققین نے دکن میں اردو نثر کا پہلا مصنف شیخ عین الدین گنج العلم متوفی: ۷۹۵ھ/۱۳۹۳ء کو قرار دیا ہے لیکن ان کے رسائل کا پتہ نہیں چلتا۔ اس لیے خواجہ بندہ نواز گیسو دراز متوفی: ۸۲۵ھ/۱۴۲۲ء ہم نہ کی تصنیف "معراج العاشقین" کو دکن میں اردو نثر کا قدیم ترین نمونہ قرار دیا گیا ہے۔ اس کتاب کا سنِ کتابت ۱۴۴۲ء بتایا جاتا ہے اور سنِ تصنیف ۸۰۱ھ مطابق ۱۳۹۸ء سے قبل۔ معراج العاشقین کی دریافت کے بعد عرصۂ دراز تک اسے اُردو نثر کی اولین تصنیف کا درجہ حاصل رہا اور اردو نثر نویسی کے سلسلے میں جنوبی ہند کی اولیت کو تسلیم کر لیا گیا۔ لیکن سید اشرف جہانگیر سمنانی کی نثری تصنیف کی دریافت

کے بعد اولیت کا سہرا پھر شمالی ہند کے سر پر باندھ دیا گیا اور اب تک کی تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ معراج العاشقین کی تصنیف سے ۷۱ سال پیش تر شمالی ہند کے جلیل القدر صوفی سید اشرف جہانگیر سمنانی (متولد: ۶۸۸ ھ مطابق ۱۲۸۹ ء۔ وفات: ۸۰۸ ھ مطابق ۱۴۰۵ ء) نے اردو نثر میں جو رسالہ تصنیف کیا تھا۔ وہی اُردو نثر کی سب سے پہلی کتاب ہے۔ اس کا سنِ تصنیف ۷۰۸ ھ مطابق ۱۳۰۸ ء ہے اور موضوع اخلاق و تصوف ہے''۔

(بہار میں اردو نثر کا ارتقاص:۱۴۰۔۱۵، ناشر: کتاب خانہ ترپولیا پٹنہ، بہار)

(5) مشہور محقق پروفیسر وقار احمد رضوی لکھتے ہیں:

''اردو نثر کی تاریخ آٹھویں صدی ہجری سے شروع ہوتی ہے۔ چنانچہ اردو نثر کا قدیم نمونہ سید اشرف جہانگیر سمنانی کا رسالہ ہے جو ۷۰۸ ھ مطابق ۱۳۰۸ ء کا ہے۔ پھر شیخ عین الدین گنج العلم متوفیٰ: ۷۹۵ ھ کی تصانیف کا حوالہ ملتا ہے۔ اس کے بعد معراج العاشقین از خواجہ بندہ نواز گیسو دراز گلبر گوی کا ذکر آتا ہے''۔

(ممبئی عظمیٰ کی تاریخ، ص:۶۶۔ ناشر: ادارہ معارفِ اسلامی، ممبئی بحوالہ تاریخ نقد۔ ناشر: نیشنل بک فاؤنڈیشن، کراچی، پاکستان ۲۰۰۴، ص:۲۸۵)

(6) ڈاکٹر عابدہ بیگم:

ڈاکٹر عابدہ بیگم (شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی) لکھتی ہیں:

''تمام محققین نے " کربل کتھا" کو شمالی ہند کی پہلی تصنیف قرار دیا ہے۔ جدید تحقیقات کے مطابق اس سے پہلے نثری تصانیف کا آغاز ہو چکا تھا۔ ان کے ادبی یا معیاری ہونے کا دعویٰ تو نہیں کیا جا سکتا لیکن ان کو نثری تصانیف کی صف سے خارج بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ابتدائی تحریروں کا ذکر کرتے ہوئے مؤرخین نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے رسالہ کا ذکر کیا ہے۔ ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ نے ممدوخاں کے رسالے کو نقشِ اول بتایا ہے۔ انھیں یہ رسالہ بیجاپور میں دستیاب ہوا۔ اس رسالے کے ساتھ دو اور منظوم رسالے پند نامہ اور چکی نامہ بھی منسلک تھے۔ سنِ تصنیف درج نہیں۔ ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ اس کی زبان اور اندازِ بیان کو دیکھتے ہوئے اسے سید اشرف جہانگیر سمنانی سے قبل کی تصنیف قرار دیتی ہیں۔ حامد حسن قادری نے سید اشرف جہانگیر سمنانی کے اردو رسالے کا ذکر کیا ہے۔ قادری صاحب نذر کاکوری کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ سید مخدوم اشرف کا یہ رسالہ اخلاق و تصوف پر مبنی ہے۔ اس رسالہ میں مصنف نے اپنے بزرگ کے ارشادات کو جمع کر کے رسالے کی شکل دے دی ہے''۔

(اردو نثر کا ارتقا: ص:۱۳۔۱۴ ناشر: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی)

(7) ڈاکٹر فرمان فتح پوری:

مشہور ناقد و محقق اور ادیب وصحافی ڈاکٹر فرمان فتح پوری (ایڈیٹر " نگار ") نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی کا رسالۂ تصوف ومعرفت اردو کی پہلی تصنیف ہے اور اردو نظم و نثر کے آغاز کا زمانہ تقریباً ایک ہی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''شعبۂ تحقیق میں بھی اہل کاکوری کے بعض اضافے بہت اہم ہیں۔ میر نذر علی درد

کاکوروی نے " نگار " دسمبر ۱۹۲۵ء کے شمارے میں حضرت امیر خسرو کے ایک معاصر اشرف جہانگیر سمنانی کے " رسالۂ معرفت " کا سراغ دے کر اہلِ نظر کی توجہ اس طرف مبذول کرائی ہے کہ اردو نثر کی پہلی تصنیف یہی رسالہ ہے اور اگر اسے صحیح مان لیا جائے تو اردو میں نظم و نثر کے آغاز کا زمانہ ایک ہی قرار پاتا ہے اور اُردو نثر کی تاریخ بھی کوئی سات سو سال پرانی ہو جاتی ہے"۔

(پیش لفظ سخنورانِ کاکوری، ص:۱۳۰ ناشر: میخانہ ادب، ناظم آباد، کراچی)

(8) ڈاکٹر نسیم قریشی:

ڈاکٹر نسیم قریشی (علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) نے اپنی بلند پایہ تصنیف " اردو ادب کی تاریخ " میں سید اشرف جہانگیر سمنانی کے رسالۂ اردو (جو اخلاق و تصوف پر مشتمل ہے) کی لسانی اہمیت کو تسلیم کیا ہے اور دردؔ کاکوروی و حامد حسن کی تائید کرتے ہوئے آپ کے مذکورہ بالا رسالے کو اردو کی پہلی تصنیف قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

شمالی ہند میں اردو شعر گوئی کا عام رواج محمد شاہ رنگیلے کے عہد سے ہوا۔ جب ولی دکنی کے دوبارہ دورۂ دہلی نے دار السلطنت میں ادبی چہل پہل کی نئی فضا پیدا کر دی۔ شمالی ہند کے باکمالوں نے اس ذوق و شوق، طبیعت داری اور فن کے رچاؤ کے ساتھ اُردو شاعری کو وسیلۂ اظہارِ خیال بنایا کہ بہت جلد اس کا بلند فنی معیار قائم ہو گیا لیکن شمالی ہند میں ادب اور زندگی پر فارسی کا تسلط اس قدر شدید اور قوی تھا کہ اردو نے بڑی صبر آزما منزلیں طے کر کے اور ایک حد تک اپنا جوہر کھو کر باقاعدہ ادبی حیثیت اختیار کی۔ ۱۸۰۰ء تک شمالی ہند میں اردو نثر نے کوئی خاص ترقی نہیں کی۔ اب تک عام خیال یہ تھا کہ شمالی ہندی اردو نثر کی پہلی کتاب فضلی کی " دہ مجلس " ہے جس کا سنِ تصنیف ۱۷۳۲ء ہے۔ پروفیسر حامد حسن قادری کی تلاش و تحقیق نے ایک اور رسالہ کا پتہ لگایا ہے جو " دہ مجلس " سے سوا چار سو برس پہلے ۱۳۰۸ء میں تصنیف ہوا۔ اس کے مصنف خواجہ سید جہانگیر اشرف سمنانی ہیں۔ رسالہ اخلاق و تصوف سے متعلق ہے۔ اس کی تمام تر اہمیت لسانی ہے۔

(اردو ادب کی تاریخ، ص:۱۲۹۔ ناشر: ادارہ، فروغِ اردو، لکھنؤ)

(9) ڈاکٹر عبد الرؤف (سابق صدر شعبۂ اردو کلکتہ یونیورسٹی) لکھتے ہیں:

اردو کا ایک رسالۂ تصوف اور چند فقرے حضرت اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ سے منسوب ہیں .... خواجہ سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اردو میں ایک رسالہ اخلاق و تصوف پر ۱۳۰۸ء/۷۰۸ھ میں تصنیف کیا۔

(مغربی بنگال میں اردو کا لسانیاتی ارتقاء ص:۹۹ ناشر: مغربی بنگال اردو اکیڈمی، کلکتہ)

(10) ماضی قریب کے مشہور محقق و مؤرخ پروفیسر سید حسن عسکری پٹنہ نے بھی سید اشرف جہانگیر سمنانی کی طرف ایک اردو رسالہ منسوب کیے جانے کی بات کہی ہے اور بتایا ہے کہ جب تک اس پر تنقیدی نظر نہ ڈالی جائے۔ اس کی قدامت و اصلیت کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

حضرت اشرف جہانگیر سمنانی سے ایک رسالہ اردو منسوب ہے لیکن جب تک اس پر نظرِ غائر نہ ڈالی جائے اس کی قدامت و اصلیت کے متعلق صرف دو تین اشعار سے کچھ فیصلہ کرنا مناسب نہ ہوگا۔ لیکن ہندی کی واقفیت اور استعمال کی شہادت تو خود لطائفِ اشرفی میں موجود ہے۔

(عہدِ وسطیٰ کی ہندی ادبیات میں مسلمانوں کا حصہ ص:۵۲۔۵۳ ناشر: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ)

ان دلائل و شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کا شمار اردو ادب کے سابقین اولین مصنفین میں ہوتا ہے اور آپ کا مذکورہ رسالہ اردو کی پہلی

تصنیف ہے۔ حضرت مخدوم پاک کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ بعض سوانح نگاروں نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ سلسلۂ چشتیہ میں آپ نے تصنیف و تالیف کی طرف جس قدر توجہ دی ہے اور جتنی کتابیں لکھی ہیں۔ شاید ہی کوئی دوسرے چشتی بزرگ آپ کے مثل ہوئے ہوں۔ آپ کی زندگی کا چوتھائی حصہ (تقریباً تیس سال) سفر میں گذرا۔ سفر میں کتابوں کا ذخیرہ ساتھ رکھتے اور دورانِ سفر وعظ وارشاد اور تعلیم و تلقین کا سلسلہ جاری رہتا۔ دورانِ سفر لوگوں کی فرمائش پر کتابیں لکھ کر ان کے حوالے کر دیتے اور آگے بڑھ جاتے۔ اگر آپ کی کتابوں کی نقلیں محفوظ رکھی جاتیں تو آج دنیا آپ کی تصنیفی کثرت کا اعجاز ملاحظہ کرتی۔ مجدِّدِ سلسلہ اشرفیہ شیخ المشائخ حضرت مولانا شیخ محمد علی حسین اشرفی کچھوچھوی (معروف بہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں) آپ کی تصانیفِ عالیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

حضرت مولانا ابو الفضائل نظام الدین یمنی خلیفۂ مخدوم اشرف و جامعِ ملفوظات لطائفِ اشرفی فرماتے ہیں کہ حضرت محبوب یزدانی کا علم عجیب خداداد علم تھا۔ روئے زمین میں جہاں تشریف لے جاتے وہیں کی زبان میں وعظ فرماتے اور اسی زبان میں کتاب تصنیف کر کے وہاں کے لوگوں کے لیے چھوڑ آتے۔ بہت سی کتابیں آپ نے عربی، فارسی، سوری، زنگی اور ترکی مختلف ملک کی زبانوں میں تصنیف فرمائیں، جن کی فہرست اگر لکھی جائے تو ایک طومار ہو جائے گی۔ علمائے جلیل القدر کا قول ہے کہ جس قدر تصانیف حضرت محبوب یزدانی نے فرمائیں بہت کم علماء اس قدر تصانیفِ کثیرہ کے مصنف ہوں گے۔ کتاب کنز الاسرار، ذکر اسمائے الٰہی اور تسخیرِ کواکب حضرت نے تالیف فرمائی جس کی تعلیم مجھ کو حضور سے حاصل ہوئی تھی۔ یہ عجیب کتاب آپ کی تالیفات سے فنِّ تکسیر میں تھی۔ تصانیفِ کثیرہ آپ کی اس قدر ہیں کہ جس کی فہرست لکھنا محال ہے۔ اکثر کتابیں آپ کی تالیفات سے بنام قدوۃ الخوانین حضرت سیف خاں (خلیفۂ مخدوم اشرف) جو داماد فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے تھے۔ تصنیف ہوئیں اور اس فقیر نظام یمنی نے دو جلدیں حضرت کے ملفوظات سے کتاب "لطائف اشرفی" اور کتاب "سرّ الاسرار" اور رقعات حضرت کے جمع کر کے اس کو "مرقوماتِ اشرفی" کے نام سے موسوم کیا اور کتاب "سکندر نامہ" حضرت نظامی گنجوی کی بھی شرح لکھی۔ ان کتب کے علاوہ مقاماتِ مختلفہ میں حضور محبوب یزدانی نے جو کتابیں تحریر فرمائیں، ان میں سے خاص خاص کتابوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

امام عبداللہ یافعی کے ارشاد اور شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ کی روحانی بشارت سے کتاب "عوارف المعارف" کی آپ نے شرح لکھی۔ جب روم تشریف لے گئے تو حضرت مولانا شیخ محیی الدین ابن عربی قدس سرہ کی کتاب "فصوص الحکم" کی شرح لکھی اور اس کو صاحب المعارف شیخ نجم الدین ابن شیخ صدر الدین فغانی کے سامنے پیش کیا اور عرض کیا کہ میں نے اس شرح کو حضرت شیخِ اکبر کے حکم پر لکھا ہے۔

حضرت محبوب یزدانی جب عرب تشریف لے گئے تو اہلِ عرب نے حضرت کے رسائلِ تصوف کی طرف بڑی توجہ دی کیا اور وہاں آپ نے کتاب "قواعد العقائد" عربی زبان میں تصنیف فرمائی۔ حضرت نے اہلِ عرب میں تقسیم کے واسطے خاص کر یہ کتاب لکھی، جیسا کہ مولانا اعظم مولانا علی نے لمعات کو عربی کیا۔ آپ نے اس کی شرح بھی عربی زبان میں لکھی اور بہت کچھ اسرارِ معارفِ الٰہی اس میں درج فرمائے۔ جب حضرت محبوب یزدانی اطرافِ عراق و خراسان و ماوراء النہر میں تشریف لے گئے تو وہاں کے سادات نے کتاب "بحر الانساب" پیش کی۔ حضرت محبوب یزدانی نے کتاب مذکور سے منتخب کتاب "اشرف الانساب" تصنیف کی اور کتاب "

بحر الاذکار" بھی وہاں تصنیف فرمائی اور رسالہ "اشرف الفوائد" اور "فوائد الاشرف" صوبہ؟ گجرات میں تصنیف فرمایا اور کتاب "بشارۃ الذاکرین" اور رسالہ "تنبیہ الاخوان" اور رسالہ "بشارۃ الاخوان" بپاسِ خاطر حضرت سیف خان تصنیف فرمائے اور روم کے سفر میں رسالہ "مصطلحاتِ تصوف" تحریر فرمایا اور رسالہ "مناقب خلفائے راشدین و فضائل اصحاب رسول اللہ ﷺ" لکھا جس پر علمائے محمد آباد گوہنہ نے کثیر مناقبِ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سبب اعتراض کیا تھا اور چند رسائل تصوف میں بمقام روم اور لکھے جن کے نام یاد نہیں۔ رسالہ "حجۃ الذاکرین" بنگال میں تصنیف فرمایا۔ اس رسالہ میں پانچوں وقت بعد ادائے فریضہ تین بار بآوازِ بلند کلمۂ طیبہ کا ثبوت احادیث اور تفاسیر سے فرمایا ہے۔ اس رسالہ کو "نصیحت نامہ" کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ کتاب "فتاوائے اشرفیہ" بزبان عربی محض بپاسِ خاطر حضرت نور العین تحریر فرمایا۔ اس کتاب میں مسائلِ فقہ بڑی بڑی کتابوں سے انتخاب کر کے تصنیف فرمایا۔ یہ فتاویٰ جامعِ مسائل ضرور یہ مذہبِ حنفیہ میں اس خوبی کے ساتھ لکھا کہ کوئی ایسا مسئلہ نہ تھا کہ جس کی سفر و حضر میں دیکھنے کی ضرورت نہ ہو۔

علم تفسیر میں کتاب "تفسیر رنج سامانی" اور کتاب "تفسیرِ نور بخشیہ" تصنیف فرمائی اور کتاب "ارشاد الاخوان" اور اد واشغالِ مشائخ چشت اہلِ بہشت میں تصنیف فرمائی اور ایک رسالہ بحثِ "وحدۃ الوجود" میں لکھا۔ یہ ایک نایاب رسالہ ہے جس میں "سرِّ ہمہ اوست" کو بہ دلائل احادیث و تفسیر تحریر فرمایا اور رسالہ "تجویزیہ" در جواز برلعنِ یزید جون پور میں علما کے مباحثہ کے بعد تحریر فرمایا اور موافقِ عقیدہ صاحب شرحِ عقائد نسفی یزید پر لعنت فسقی کہنا جائزہ ثابت کیا اور کتاب "بحر الحقائق" میں معرفت و حقیقت کے اسرار و رموز بیان فرمائے۔ علم نحو میں "نحوِ اشرفیہ" تصنیف فرمایا جس میں تمام مسائل نحوی بالتفصیل درج فرمائے۔ نیز کتاب "کنز الدقائق" تصوف میں تصنیف فرمائی اور رسالہ "بشارۃ المریدین" حسبِ درخواست سلطان ابراہیم شرقی جون پور میں تصنیف کیا اور "رسالہ غوثیہ" ذکرِ مردان اہل خدمات ابدال و اوتاد و غوث و قطب وغیرہ میں تصنیف کیا۔ "رسالہ قبریہ" اپنی قبر شریف میں لکھا جس میں حالاتِ نزولِ ملائکہ اظہار اپنے عقائدِ حقہ اور بشارتِ عالمِ غیب تحریر فرمایا اور علم اصول میں "فصولِ اشرفی" لکھی۔ ایک جلد "مکتوباتِ اشرفی" آپ کے صاحبِ سجادہ حضرت نور العین نے جمع کی۔ "مرقوماتِ اشرفی" حضرت مولانا نظام الدین یمنی حضرت کے خلیفہ نے جمع کیا۔ ایک جلد "رقعاتِ اشرفی" جس کو حضرت مولانا شیخ محمد دُرِّ یتیم نے جمع کیا تھا۔ اس میں مختصر رقعاتِ حضرت محبوب یزدانی درج کیے گئے ہیں اور "دیوانِ اشرف" ایک مبسوط کتاب منظوم ہے جس کو اہلِ زمانہ مثلِ دیوانِ حافظ شیرازی مانتے ہیں۔

(تحائفِ اشرفی، حصہ اول ص: ۱۱۵ تا ۱۱۸ ناشر: ادارہ فیضانِ اشرف دار العلوم محمدیہ، ممبئی)

اس اقتباس سے حضرت مخدوم اشرف کی کثرتِ تصانیف کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ بات دوٹوک کہی جا سکتی ہے کہ سید اشرف جہانگیر سمنانی اردو کے پہلے مصنف تھے اور اخلاق و تصوف کے موضوع پر آپ کا یہ رسالہ اردو کی پہلی نثری تصنیف ہے۔ دردؔ کا کوروی سمیت اردو کے ایک درجن کے قریب محققین و مؤلفین کے اقوال و آرا ہمارے دعویٰ کی تائید و توثیق کے لیے کافی ہیں۔

• • •

حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار قدس سرہ کو مدار العالمین کہنے کے جواز پر ایک تحقیقی مضمون

لفظ مدار العالمین کا شرعی جائزہ

از: امیر القلم سید ازبر علی جعفری ارغونی مداری مکن پور شریف

حضرت سیدنا سید بدیع الحق والدین شیخ احمد مدار العالمین رضی اللہ عنہ کو دنیائے تصوف وطریقت میں بڑے ادب سے مدار العالمین کہا جاتا ہے

جاننا چاہئے کہ مدار العالمین میں عالمین کی اضافت مدار کی طرف مضاف ہے کچھ لوگ ناواقفیت کی بنیاد پر مدار العالمین کہنے کو کفر تک گردان دیتے ہیں جو نہ مدار سے واقفیت رکھتے ہیں نہ ذات مدار سے لفظ مدار العالمین کو سمجھنے کیلئے ذات مدار العالمین کو سمجھنا بہت ضروری ہوگا لہذا بہتر سمجھتا ہوں کہ پہلے مقام ومرتبۂ قطب المدار پر ایک تعارفی نظر ڈالی جائے تاکہ لفظ مدار العالمین کے اسرار وکمالات خود بخود منکشف ہوتے چلے جائیں اور کوئی شق باقی نہ رہے۔

حضرت سیدنا قطب المدار ولایت کے اس مقام ومنصب پر فائز ہیں جس کی شہرت کا ڈنکا دنیائے ولایت میں بج رہا اور جس کی افضلیت آفاق ولایت پر خورشید عالمتاب کی طرح روشن ہے چھوٹے بڑے تمام پیران کامل واکمل انکی دہلیز پر خراج عقیدت اس عقیدت ومحبت کے ساتھ پیش کرتے ہیں کہ سرکار مدار پاک مردہ روحوں کیلئے مسیحائے زماں ہیں اور گرتوں کیلئے تسکین جاں ہیں کتنے بنجر قلوب پر عقائد حقہ کی آبیاری کر کے گلزار دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے باغ وبہار کر دیا اور اس مسیحائے زمانہ سید الاقطاب کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ نے اپنے نوری صحن میں مولائے کائنات علی المرتضی علیہ السلام کے سپرد فرما کر فرمایا کہ اے علی یہ تمہارا فرزند ارجمند ہے اسے علم اسرار الہی میں کامل واکمل کر دو چونکہ علوم اسرار الہی کا عالم ہونا تو قطب کیلئے ضروری ہوتا ہی ہے جیسا کہ بزرگوں نے لکھا ہے کہ کوء قطب درجۂ قطبیت پر قائم نہیں رہ سکتا ہے یہاں تک حروف مقطعات کا علم نہ آجائے مگر یہاں اس سے بھی زیادہ ضروری تھا کہ مولا علی المرتضی خود مرتب فرمائیں تعلیم وتربیت کیلئے مسند مولا علی تربیت کیلئے آغوش سیدہ زہرا کا خصوصی انتظام فرمایا پھر روح مہدی موعود نے تربیت فرمائی پھر اتنے پر ہی اکتفا نہیں اور نہ اتنا بس ہوا بلکہ فیضان رحمت مآب کے سحاب برسے تو ارض کھمبات پر نوری محل میں بہشتی تخت پر خود سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مقدس سے نو لقمے طعام ملکوتی کے کھلائے ایک پیالہ شربت پلایا اور حلۂ بہشتی پہنا کر چہرہ مقدسہ پر دست نبوت پھیرا جس کا یہ اعجاز ہوا کہ حضور مدار العالمین کا چہرہ مقدسہ سورج سے زیادہ روشن ہوگیا۔

(انکی تفصیلات کتابوں میں پڑھیں گے ان شاء اللہ)

شیخ محقق علی الاطلاق فرماتے ہیں:

”اکثر احوال برقعہ بروئے کشیدہ بودے ہر کہ رابر جمال او نظر افتادے بے اختیار سجود کردے“۔ (اخبار الاخیار)

کوئی سورج سے ملا ہی نہیں سکتا آنکھیں
تاب کس کو ہے جو دیکھے کوئی چہرہ تیرا

حضرت مولانا شاہ غلام علی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

"حضرت بدیع الدین شیخ مدار قدس سرہ قطب مدار بودند وشان عظیم دارند۔ ایشاں دعائے کردہ بودند کہ الٰہی مرا گرسنگی نشود ولباس من کہنہ نگردد ہمچناں شد کہ بعدازیں دعا بقیہ در تمام عمر طعامے نخوردو لباس ایشاں کہنہ نگشت ہموں یک لباس تا بممات کفایت کرد"۔ (درالمعارف ص148-147)

یعنی حضرت بدیع الدین شیخ مدار قدس سرہ قطب مدار تھے اور شان عظیم رکھتے تھے انہوں نے دعا کی تھی کہ الٰہی مجھے بھوک نہ ہو اور میرا لباس پرانا نہ ہو- ایسا ہی ہوا کہ اس دعا کے بعد بقیہ تمام عمر کھانا نہیں کھایا اور آپ کا لباس پرانا نہیں ہوا وہی ایک لباس ممات تک کافی رہا"

یہ واقعہ 282 ہجری ساحل مالا بار گجرات کا ہے- اس دعا کے بعد 838 ہجری تک یعنی 556 سال تک حضور مدار العالمین کھانے سے، پینے سے، تبدیل لباس اور سونے وغیرہ حوائج بشریہ سے بے نیاز رہے۔ یونہی نہیں حضرت مولانا شاہ غلام علی نقشبدی نے آپ کو قطب المدار لکھا ہے۔

آپ منصب قطب المدار پر فائز تمام اقطاب وارشاد سے افضل تھے اور منصب قطب المدار گویا کہ آپ کا لقب ہو گیا ہو کہ جب جب قطب المدار بولا جاتا ہے تو ذہن خود حضور سیدنا مدار العالمین کی طرف پہونچ جاتا ہے

قطب الاقطاب

"قطب" کی لفظی تحقیق لغت عرب میں قطب چکی کے کیل کو کہتے ہیں جس پر چکی گھومتی ہے۔

"مدار" کا معنی سردار قوم، زمین کی محور کا کنارہ، ایک ستارہ کا نام بھی ہے جس سے قبلہ کا تعین کرتے ہیں۔

قطب کا اصطلاحی معنی

قطب اسکو کہتے ہیں جو عالم میں منظور نظر حق تعالی ہو ہر زمانہ میں ہوتا ہے اور وہ اسرافیل علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے (الدر المنظم 50، لطائف اشرفی)

اقطاب کی برکت سے عالم محفوظ ہوتا ہے

حضرت شیخ اکبر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحات مکیہ کے باب تین سو تراسی میں لکھتے ہیں کہ قطب کے سبب سے اللہ تعالی محفوظ رکھتا ہے کل دائرہ وجود کو عالم کون وفساد سے اور امامین کی وجہ سے عالم غیب وشہادۃ کو اور اوتاد کی وجہ سے جنوب وشمال کو اور مشرق ومغرب کو اور ابدال کی وجہ سے اور ولایتوں کو محفوظ رکھتا ہے اور قطب الاقطاب سے ان سب کو کیونکہ وہ تو وہ شخص ہے جس پر سارے عالم کا امر دائر ہے۔ مذکورہ حوالہ تو خود مدار العالمین کے جواز پر بہترین دلیل ہے۔

دوسری طرف سید الاولیاء شہنشاہِ بغداد حضور سرکار غوث پاک عبد القادر جیلانی قطب ربانی شیخ صمدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اقطاب کے لیے سولہ عالم ہیں اور ہر عالم ان میں سے اتنا بڑا ہے جو اس عالم کے دنیا وآخرت دونوں کو محیط ہے مگر اس امر کو سوائے قطب کے کوئی نہیں جانتا۔
(الدر المنظم فی مناقب غوث اعظم صفحہ 58)

اقطاب سولہ عالموں پر متصرف ہوتا ہے اور جمع کا اطلاق کم سے کم تین پر تو سولہ جمع ہوئے اور اقطاب ماتحت قطب المدار ہوتا ہے تو قطب المدار بدرجہ اولی مدار العالمین ہوئے ارشادات فریدی (قلمی) قطب المدار کے متعلق لکھا ہے کہ اقطاب جتنے ہوتے ہیں سب قطب المدار کے محکوم وماتحت ہوتے ہیں اور یہ بارہ اقطاب جن کا کتابوں میں ذکر ہوا وہ

قطب المدار کے محکوم ہوتے ہیں اوراب بارہ قطبوں میں سے سات ہفت اقلیم کے ہیں یعنی ہر اقلیم میں ایک قطب اور پانچ قطب یمن کی ولایت میں رہتے ہیں انکو قطب ولایت کہتے ہیں قطب عالم یعنی قطب مدار کا فیض اقطاب اقالیم پر وارد ہوتا ہے اوراقطاب اقالیم کا فیض تمام اولیاء پر جاتا ہے اور یہی طریقہ قیامت تک رہیگا۔ (مرۃ الاسرار اردو صفحہ 938)

قطب اقالیم ماتحت قطب المدار ہوتے ہیں تو یہ اقطاب اپنے اپنے عالموں پر متصرف ہوکر قطب العالمین بن جاتے ہیں تو قطب مدار جوان پر حاکم ہوتا ہے مدار العالمین کیونکر نہیں ہوگا۔ شیخ اکبر فتوحات کے باب دوسوسترہ میں لکھتے ہیں کے قطب کا نام ہر زمانہ میں عبداللہ اور عبدالجامع ہے اور اسکی تعریف یہ ہے کہ وہ موصوف باوصاف الٰہی ہوتا ہے یعنی بمصداق "واتصفوا بصفات اللّٰہ وتخلقوا باخلاق اللّٰہ"

جب قطب ہر زمانے میں عبداللہ اور عبدالجامع ہوتا ہے ہر زمانہ مل کر عالمین بنتا ہے اوراس سے اوپر قطب المدار ہوتا ہے جو تمام اقالیم ولایت پر حاکم ہوتا ہے تو یہ خود مدار العالمین کیوں نہیں ہوگا۔ قطب صفات الٰہیہ سے متصف ہوتا ہے اوراخلاق سرمدیہ کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے اس طور پر کے اس میں تمام معانی اسمائے الٰہیہ پائے جاتے ہیں۔

لطائف اشرفی (مؤلف حضور نظام یمنی رحمۃ اللہ علیہ) میں ہے کہ قطب کہتے ہیں چند ذاتوں کو جو متفرق آبادیوں میں رہتے ہیں کیونکہ ہر ولایت میں اگر قطب نہ ہوتو آثار برکات اور ظہور حسنات اور قیام دنیاوی ممکن نہ ہو۔

مندرجہ بالا حوالہ سے بالکل ثابت ہوتا ہے کہ قطب اثار برکات ظہور حسنات حتی کہ دنیاوی قیام تک کا انحصار قطب کی ذات پر ہے ایک قطب مدار العالمین ہوجاتا ہے تو قطب المدار مدار العالمین کیوں نہیں ہوگا

ہر زمانہ اور ہر ولایت کیلئے ایک قطب ہوتا ہے

الدرالمنظم میں ہے کہ ہر ہر مقام کی حفاظت کے لیئے وہ گاؤں ہو قصبہ ایک ولی اللہ ہوتا ہے جو اس گاؤں کا قطب کہا جاتا ہے خواہ اس گاؤں میں مسلمان رہتے ہو یا کافر اگر مسلمان موجود ہیں تو ان کی پرورش زیر تجلی اسم ہادی ہوگی اور اگر کافر ہیں تو انکی پرورش زیر تجلی اسم مضل ہوگی اور یہ دونوں صفتیں ایک ہی ذات کی ہیں۔ (الدرالمنظم ص 64)

مندرجہ بالا اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ اور ہر دور کا ایک قطب ہوتا ہے اور وہ قطب العالمین ہوتا ہے تو مدار العالمین عدم جواز کیوں؟ اور فصل الخطاب میں ہے کہ بقول صاحب فتوحات مکیہ اقطاب کی کوئی انتہا نہیں ہر ہر سمت میں ایک قطب ہوتا ہے جیسے قطب عبّاد، قطب زھّاد، قطب عرفاء، قطب متوکلان وغیرہ۔ اب ہر سمت میں ایک قطب ہوتا ہے تو ہر سمت کا مدار وہ قطب ہوا کہ نہیں اور ہر قطب زیر قطب المدار تو قطب المدار مدار العالمین ہوا کہ نہیں؟

اقطاب امم سابقہ

یادرکھیں کہ اقطاب سے زمانہ کبھی خالی نہیں رہتا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہر دور میں قطب زماں کا ورود وظہور ہوا ہے۔ شیخ اکبر فتوحات مکیہ کے چودھویں باب میں فرماتے ہیں "امم سابقہ کے تمام اقطاب کاملین حضرت آدم علیہ السلام سے عہد مآب صلی اللہ علیہ وسلم تک کل پچیس ہوئے ہیں اللہ تعالی نے مشہد قدس میں کہ جو مشاہدہ برزخیہ ہے ان سے میری ملاقات کرائی اس وقت میں شہر قرطبہ میں تھا اور وہ پچیس یہ ہیں۔

(1) فرق (2) مداو یا لکلوم (3) بکاء (4) مرتفع (5) شفاء الماضی (6) ماحق (7) عاقب (8) منجور

(9) سحر الماء (10) عنصر الحیات (11) شرید (12) صائغ (13) راجع (14) طیارہ (15) سالم (16) خلیفہ (17) مقسوم (18) حی (19) راقی (20) واسع (21) بحر (22) مصنف (23) ہادی (24) اصلح (25) باقی۔

اب ہر عالم کے یہ اقطاب انکے اوپر قطب المدار تو قطب المدار مدار العالمین ہوئے کہ نہیں وہ اقطاب جو انبیاء علیہم السلام کے قلب پر ہیں۔

شیخ عبد الرحمٰن چشتی بحوالہ فتوحات مکیہ نقل فرماتے ہیں بارہ اقطاب ایسے ہیں جو بعض انبیاء علیہم السلام کے قلب پر ہیں جس میں پہلا قطب حضرت نوح علیہ السلام کے قلب پر ہے اسکا ورد سورہ یاسین شریف ہے دوسرا قطب حضرت ابراھیم علیہ السلام کے قلب پر ہے اسکا ورد سورہ نصر اذا جاء نصر اللّٰہ ہے چوتھا قطب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قلب پر ہے اسکا ورد سورہ فتح ہے۔ پانچواں قطب حضرت داؤد علیہ السلام کے قلب پر ہے اسکا ورد سورہ الزلزال ہے۔ چھٹا قطب حضرت سلیمان علیہ السلام کے قلب پر ہے اسکا ورد سورہ واقعہ ہے ساتواں قطب حضرت ایوب علیہ السلام کے قلب پر ہے اسکا ورد سورہ بقر ہے۔ آٹھواں قطب حضرت الیاس علیہ السلام کے کے قلب پر ہے اسکا ورد سورہ کہف نواں قطب حضرت لوط علیہ السلام کے قلب پر ہے اسکا ورد سورہ نمل ہے دسواں قطب حضرت ہود علیہ السلام کے قلب پر ہے اسکا ورد سورہ انعام ہے گیارھواں قطب حضرت صالح علیہ السلام کے قلب پر ہے اسکا ورد سورہ طٰہٰ ہے بارہواں قطب حضرت شیث علیہ السلام کے قلب پر ہے اسکا ورد سورہ ملک ہے اور قطب المدار قلب محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوتا ہے اور بڑے شہر میں ہوتا ہے اسکا فیض عالم سفلی وعلوی پر برابر ہوتا ہے۔

(اردو مرآۃ الاسرار ص93 شیخ عبد الرحمٰن چشتی مطبوعہ مکتبہ جام نور دہلی)

جس کا فیض عالم علوی اور سفلی پر ہوتا ہے وہ عالم علوی وسفلی کا مدار ہے کہ نہیں تو اب مدار العالمین کہنے میں کیا قباحت

تمام اقطاب قطب المدار کے محکوم ہوتے ہیں

اقطاب جہاں جتنے ہوتے ہیں سب کے سب قطب مدار کے محکوم وماتحت ہوتے ہیں اور یہ بارہ اقطاب بھی اور جنکا ماسبق میں ذکر ہوا قطب المدار کے محکوم ہوتے ہیں اوران بارہ قطبوں میں سے سات ہفت اقلیم کے ہیں یعنی ہر اقلیم میں ایک قطب اور پانچ قطب یمن کی ولایت میں رہتے ہیں انکو قطب ولایت کہتے ہیں۔ قطب عالم یعنی قطب مدار کا فیض اقطاب اقالیم پر وارد ہوتا ہے اور اقطاب اقالیم کا فیض اقطاب ولایت پر آتا ہے اور اقطاب ولایت کا فیض تمام اولیاء پر جاتا ہے اور یہی طریقہ قیامت تک رہے گا۔

(مرآۃ الاسرار اردو ص938 شیخ عبد الرحمٰن چشتی مطبوعہ مکتبہ جام نور دہلی)

اقطاب جہاں جتنے ہوتے ہیں سب قطب المدار کے ماتحت ہوتے ہیں تو ان کی اقالیم بھی مدار کے ماتحت تو مدار مدار العالمین کیوں نہیں ہوگا

مراتب اقطاب

ولایت کے چار مرتبے ہیں (1) صغری (2) وسطی (3) کبری (4) عظمی اور ان چاروں کے ہر مرتبے میں تین تین مقام ہیں (1) بدایت (2) وسط (3) نہایت اسی طرح اقطاب کے بھی مختلف مقامات ومراتب ہیں چنانچہ سیدنا سید نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ اپنی تصنیف "بحر المعانی" میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب ولی یعنی قطب ترقی کرتا ہے تو قطب ولایت ہوجاتا ہے اور قطب ولایت ترقی کر کے قطب اقلیم اور قطب اقلیم ترقی کر کے قطب عالم ہوجاتا ہے اور قطب عالم ترقی کر کے عبد الرب کے مرتبے پر ہوجاتا ہے وزیر جب قطب الارشاد ہوجاتا ہے اور قطب اقلیم ہی کو قطب ابدال بھی

کہتے ہیں پھر تیسری مرتبہ یہ قطب الارشاد ہوجاتا ہے اور قطب الارشاد ترقی کرکے مقام فردانیت میں پہنچ جاتا ہے الغرض قطب عالم کو اختیار ہے اگر چاہے تو اقطاب کو قطبیت سے معزول کردے۔

اس عبارت سے قطب عالم کے مدار درجات مراتب ودرجات میں ترقی وتنزلی کا اختیار صاف ظاہر ہے یعنی اس ترقی کا مدار قطب عالم ہوتا ہے تو اس اس عالم کو ہی شامل کرلیں تو بھی مدار العالمین ہوجائیگا۔

مزید برآں قطب زہاد' قطب عباد' قطب عرفا' قطب متوکلاں وغیرہ بھی اقطاب کے درجات ہیں جیسا کہ فصل الخطاب میں ہے اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ والرضوان نفحات الانس میں حضرت احمد جام کے احوال میں لکھتے ہیں کہ وہ قطب اولیاء تھے اور قطب اولیاء تمام ربع مسکوں (پوری زمین) میں ایک ہوتا ہے جسکو قطب ولایت کہتے ہیں اور اس کو قطب جہاں اور جہاں گیر عالم بھی کہتے ہیں کیونکہ اسکے ماتحت کے کل اقسام ولایت کا قیام اسی کے وجہ سے ہوتا ہے۔ (نفحات الانس علامہ جامی)

اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ قطب ولایت کو قطب اولیاء قطب جہاں اور جہاں گیر عالم کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں۔ اور یہی کل اقسام ولایت کے قیام کا مدار ہوتا ہے تو یہ خود مدار العالمین ہوگیا چہ جائیکہ سید بدیع الدین مدار العالمین کیا قطب عالم صاحب زماں قطب الاقطاب اور قطب المدار ایک ہی شخص کے نام ہیں؟ اسی طرح قطب عالم صاحب الزماں قطب الاقطاب قطب اکبر قطب الارشاد اور قطب المدار کے بارے میں کیا جاتا ہے کی یہ سب ایک ہی شخص کے نام والقاب ہیں چنانچہ سید السادات سید باسط علی قلندر قدس سرہ الاطہر فرماتے ہیں کہ قطب الارشاد قطب الاقطاب اور قطب العالم اور صاحب زماں اور قطب المدار ایک شخص کے نام ہیں جو بالاصالت عرفان کی کنجی ہے اور اقطاب کے دراصل موصل الی اللہ ہیں وہ نیابت میں قطب الاقطاب کے رہتے ہیں اور اس کو اختیار ہوتا ہے کے وہ چاہے انکو اپنی نیابت میں رکھے یا نہ رکھے۔ (مطالب رشیدی) نیابت میں رکھنے نہ رکھنے کا مدار بھی اسی کی ذات پر تو عدم جواز مدار العالمین کیا ص267 الدر المنظم فی مناقب غوث اعظم)

بحر المعانی میں ہے قطب عالم ہر زمانہ میں ایک ہوتا ہے اور موجودات علوی وسفلی کا وجود اسکے وجود کے سبب قائم ہوتا ہے اور بوجہ اس کے قطب عالم ہونے کے سبب چیزیں قائم ہوتی ہیں اور بارہ اقطاب اسکے سوا ہوتے ہیں اور قطب عالم کو حق تعالی سے بے واسطہ فیض پہنچتا ہے اور اسی کو قطب اکبر قطب الارشاد اور قطب الاقطاب اور قطب المدار بھی کہتے ہیں۔ (کذالک فی مرآۃ الاسرار ص 91)

مندرجہ بالا عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ موجودات علوی وسفلی کا مدار قطب مدار پر ہوتا ہے تو مدار العالمین ہوا بحر المعانی میں مزید یہ بھی تحریر ہے کہ علامت قطب الارشاد (قطب المدار) یہ ہیں کہ اسمیں نور تمکین نظر آئے جو سبز رنگ کا ہوتا ہے اور کبھی کبھی سرخ رنگ کا اور وہ بہ جہت تمام اطراف کو آنکھ کھولے خواہ بند کیسا ہو یکساں دیکھتا ہے۔ اس نور کی حقیقت جاننا خاصہ مصطفٰے صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ہے کیونکہ آپ ہی پر اسکا پرتو پڑا ہے (انتہٰی کلامہ)۔

جو بہ جہت تمام اطراف اپنی نگاہ کے سامنے رکھے وہی مدار عالم ہوا

اسی طرح تذکرۃ العابدین میں ہے اب یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ان تمام گروہوں میں کیا کیا مرتبہ اولیاء اللہ کا ہوتا ہے۔ دنیا کا کل کارخانہ اللہ جل وشانہ نے اولیاء کرام کی ذات

سے وابستہ کیا ہے اور اس گروہ کہ بارہ اقسام ہیں۔اول ان میں قطب الاقطاب ہے جسکو قطب العالم بھی کہتے ہیں وہ ایک ہی ہوتا ہے خواہ قطب الارشاد ہو یا قطب المدار اسکے بارہ نائب یا یوں کہیے کہ مدار المہام ہوتے ہیں دوسرا غوث ہے مرتبہ اسکا قطب سے کم ہوتا ہے الخ

ان عبارتوں سے خوب خوب معلوم ہوا کہ اقطاب کے مختلف درجات ومقامات ہیں نیز یہ بھی ظاہر ہوا کہ قطب اکبر قطب عالم قطب الاقطاب اور قطب الارشاد وقطب المدار ایک ہی شخص کہ نام ہیں کارخانۂ عالم اس سے وابستہ ہے عالم کا انحصار اسی پر ہے تو یہ مدار العالمین ہوا کہ نہیں اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ان ناموں میں سے کسی نام سے انکے اوصاف مراتب اور مقامات ومناقب بیان ہوں وہ سب قطب المدار کے اوصاف ومراتب اور مقامات ومناقب ہوں گے۔

سب سے بڑا قطب قطب المدار ہوتا ہے

تفسیر روح البیان کا اردو ترجمہ فیوض الرحمٰن زیر آیۃ والجبال اوتادا (پ) میں حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق لکھی ہے جس سے قطب المدار کا مدار العالمین ہونا بھی ثابت ہوتا ہے ملاحظہ ہو۔کہ ہر زمانے میں ایک قطب ہوتا ہے یہ سب سے بڑا ہوتا ہے اسے مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔قطب عالم قطب اکبر قطب الارشاد قطب مدار قطب جہاں اور جہانگیر عالم عالم علوی اور عالم سفلی میں اسی کا تصرف ہوتا ہے اور سارا عالم اسی کے فیض وبرکت سے قائم ہوتا ہے اگر قطب عالم کا وجود درمیان سے ہٹا دیا جائے تو سارا عالم درہم برہم ہوکر رہ جائے قطب عالم براہِ راست اللہ تعالی سے احکام وفیض حاصل کرتا ہے اور فیوض کو اپنے ماتحت اقطاب میں تقسیم کرتا ہے وہ دنیا کے کسی بڑے شہر میں سکونت رکھتا ہے بڑی عمر پاتا ہے نور رخام مصطفوی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی برکت ہر سمت سے حاصل کرتا ہے وہ اپنے ماتحت اقطاب کے تقرر تنزل اور ترقی کے اختیار کا مالک ہوتا ہے ولی کو معزول کرنا 'ولایت کو صلب کرنا' ولی کو مقرر کرنا' اسکے درجات میں ترقی دینا اسی کے فرائض میں ہے۔وہ ولایت شمس پر فائز ہوتا ہے لیکن اسکے ماتحت اقطاب کو ولایت قمری میں جگہ ملتی ہے قطب عالم اللہ تعالی کے اسم رحمٰن کی تجلی کا مظہر ہوتا ہے سرکار دوعالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم مظہر خاص تجلی الولایت ہیں قطب عالم سالک بھی ہوتا ہے اور اسکا مقام ترقی پزیر ہوتا ہے حتی کے وہ مقام فردانیت تک پہنچ جاتا ہے یہ مقام محبوبیت ہے رجال اللہ میں اس قطب عالم کا نام عبداللہ بھی ہے۔

(تفسیر فیوض الرحمٰن اردو روح البیان اردو ص 12 زیر آیت والجبال اوتادا..پ)

قارئین کرام بتائیں کیا اس دلیل کے بعد بھی قطب المدار کو مدار العالمین ماننا جرم ہوگا؟

قطب المدار ہوتا کیا ہے بار بار پڑھ رہے ہیں مزید ایک حوالہ اور قطب المدار کی جامعیت اور کمال فضیلت پر ملاحظہ ہو:

قطب المدار وہ ہوتا ہے جس پر مخلوق کے احوال روشن رہتے ہیں۔چونکہ قطب المدار پر خلق کے احوال گردش کرتے رہتے ہیں اس لیے قطب المدار مخلوق کے احوال کو جانتا ہے اور اس پر خلق کی حالت آشکار ہوتی ہے۔

شیخ عبدالرزاق قاشانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ القطب فی اصطلاح القوم اکمل الانسان متمکن فی مقام الفردیۃ تدور علیه احوال الخلق

(رسالہ ابن عابدین الشامی ص256)

قطب المدار ولایت کے تمام مقامات واحوال کا جامع ہوتا ہے

صاحب فتاوی شامی علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ الخلیفۃ الباطن وھو سید اھل

زمنه سمی قطب الجامع جمیع المقامات والاحوال ودورانها علیه. (رسالہ ابن عابدین شامی)

خلیفہ باطن جو اپنے زمانے والوں کا سردار ہوتا ہے اسی کو قطب المدار کہتے ہیں کیونکہ تمام مقامات واحوال کا وہ جامع ہوتا ہے اور تمام مقامات ومراتب اسی کے گرد گھومتے ہیں۔

مقامات ومراتب کا بھی ایک اپنا عالم ہوتا ہے وہ گرد قطب المدار گھومتے ہیں تو قطب المدار کو مدار العالمین کہنے میں کیا شرعی قباحت ہوگی دراصل وہ معارف قطب المدار جانتے ہی نہیں ہیں جنہوں عدم جواز کا قول کیا ہے ہم اپنے قارئین کی دلچسپی کیلئے مقام قطب المدار سامنے رکھ رہے ہیں تا کہ کوئی شق باقی نہ رہے اور درجہ قطب المدار جاننے کے بعد اس حقیقت کا اعتراف خود ہی کر لیں کہ قطب المدار مدار العالمین ہوتا ہے مقام قطب المدار پر سیر حاصل گفتگو ہی دراصل جواز مدار العالمین کیلئے دلیل کافی ہوگی آیئے دیکھتے ہیں قطب المدار کیا ہوتا ہے۔

مرتبہ قطب المدار
شیخ اکبر ابن عربی علیہ الرحمہ کی نظر میں

آپ فرماتے ہیں کہ قطبیت کبری قطب الاقطاب کا مرتبہ ہے کہ جو باطن نبوت آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور یہ مرتبہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ورثہ کیلئے مخصوص ہے اس لیے کہ آپ صاحب نبوت عامہ ورسالت شاملہ میں سارے عالم کیلئے اور اکملیت کے ساتھ مخصوص ہیں تو خاتم الولایت اور قطب الاقطاب وہی ہوگا باطن خاتم النبوت پر ہوں۔
(فتوحات مکیہ فصل 31 باب 198 بحوالہ الدر المنظم ص 150)

مرتبہ قطب المدار منتہائے درجہ ولایت ہے

صاحب الدر المنظم فرماتے ہیں قطب الاقطاب وہ ہے جس کے مرتبہ سے اعلی سوائے نبوت عامہ کے اور کوئی مرتبہ نہ ہو اسی وجہ سے قطب الاقطاب صدیقوں کا سردار ہوتا ہے
(الدر المنظم ص50)

حضرت سید باسط علی قلندر قدس سرہ الاطہر فرماتے ہیں مقام قطب الارشاد بہت رفیع المنزلت ہے جس آگے اولیاء کا مقام نہیں۔ (الدر المنظم 60)

لطائف اشرفی میں شیخ اکبر رحمہ اللہ تعالی کے فرمان کو اس طرح نقل کیا ہے:

اما القطب وهو الواحد الذی موضع نظر الله تعالی من العالم فی کل زمان وجمیع اوان وهو علی قلب اسرافیل علیه السلام والقطب الاقطاب باطن نبوته صلی الله علیه وآله وسلم فلا یکون الالوارثه لا خنصاصه علیه السلام مالا کملیت فلا یکون خاتم .الولایة وقطب الاقطاب الا علی باطن خاتم النبوة (لطائف اشرفی نقل از فتوحات مکیه فصل 31/باب198)

یعنی قطب. وہ ہے جو عالم میں منظور نظر الہی ہوتا ہے اور وہ ہر زمانے میں ہوتا ہے اور وہ اسرافیل علیہ السلام کے مشرب پر ہوتا ہے اور قطبیت کبری جو قطب الاقطاب (قطب المدار) کا مرتبہ ہے اور یہ مرتبہ باطن نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور یہ مرتبہ کمال صرف وارثان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ. وآلہ وسلم کا ہے اس لیئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اکملیت سے مختص ہیں تو خاتم الولایت اور قطب الاقطاب وہی ہوگا جو باطن خاتم النبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہو

خواجہ غریب نواز سید معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے نقشہ سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ سلسلہ قطب میں بعض بعض دو سے آٹھ تک جسم رکھتے ہیں یعنی ایک ہی وقت وہ آٹھ مقام پر دیکھے جا سکتے ہیں کتاب مدار اعظم در المنظم فی مناقب غوث الاعظم وغیرہ جو اردو کی کتابیں ہیں ان

کے علاوہ فارسی عربی کی پرانی بہت سی کتابیں ہیں۔

قطب المدار کی تعریفوں میں بزرگوں نے بہت کچھ لکھا اور کہا ہے چند اقوال پیش کر رہا ہوں حضرت داود قیصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قطب المدار کے وجود کی برکت سے دنیا وآخرت کا قیام ومدار ہے اور وہ حق تعالیٰ سے بے واسطہ فیض حاصل کرتا ہے علامہ ظہیر الدین الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے مدار وہ ہے جس کی ذات سے عجائبات کا ظہور ہوتا ہے اور یہ درجہ اسے پرور دگار عالم کی طرف سے ملتا ہے اور وہ واصل رب ہوتا ہے علامہ محمد علیم الدین صاحب قنوجی نے اپنے رسالہ میں تحریر فرمایا:

المدار نور نالعرش والنبوۃ یعنی مدار نور ہے عرش ونبوت کا اور فخر حاصل ہے تمام اولیا پر حضرت داتا گنج بخش علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قطب المدار کے ہاتھ میں کائنات کی باگ ڈور ہے حضرت سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قطب سولہ 16 عالم پر متصرف ہوتا ہے اور وہ بے جہت تمام عالم کو ہتھیلی پر دیکھتا ہے اور جو مدار القطب ہو یعنی قطب المدار تو اس کے اختیارات اور اس کی کیا شان ہوگی یقیناً تمام عالموں پر تصرف رکھتا ہے تو مدار العالمین ہوا کہ نہیں۔

مندرجہ بالا ثبوت و دلائل سے سرکار قطب المدار کا قطب المدار ہونا اور مدار العالمین ہونا بھی ثابت ہو چکا ہے یہ تو رہا درجۂ قطب المدار آیئے دیکھتے ہیں کہ قطب المدار سے اوپر بھی ولایت میں مرتبۂ مقام محبوبیت ہے

مقام محبوبیت

مرتبہ قطب المدار سے بڑا مرتبہ

محبوبیت اور معشوقیت کا ہوتا ہے اس مقام پر فائز ہونے والے بزرگ کو قطب وحدت اور قطب حقیقی کے اسماء سے موسوم کیا جاتا ہے ولایت خاصۂ محمدیہ کا سب سے اونچا مقام بلکہ منتہی ولایت ہے اس کے بعد کوئی منصب نہیں ہے۔ یہ مقام اس کو حاصل ہوتا ہے جو منصب قطبیت کبریٰ اور درجہ مداریت پر فائز رہ چکا ہو۔ جب اس مقام سے کوء سالک ترقی کرتا ہے تو مقام فردانیت پر پہونچ جاتا ہے پھر جب کوء سالک مقام فردانیت سے ترقی کر کے اوپر جاتا ہے تو وہ مقام محبوبیت پر پہونچ جاتا ہے۔ یہی مقام ولایت کا سب سے اعلیٰ مقام ہے۔ چنانچہ سید محمد ابن میر جعفر مکی خلیفہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں:

اے محبوب غور سے سن قطب مدار کی عمر (میعاد) مختلف ہوتی ہے بعض کی میعاد ۳۳ سال ۳ ماہ بعض کی ۳۳ سال ۴ ماہ اور ۸ دن ہوتی ہے اور بعض کی ۸۲ سال ۳ ماہ اور ۲ دن بعض کی ۵۲ سال بعض کی ۲۲ سال ۱۱ ماہ اور ۲ دن ہوتی ہے۔ اور بعض کی میعاد ۹۱ سال ۵ ماہ ۲ دن ہوتی ہے۔ اے محبوب ۳۳ سال اور ۴ ماہ سے زیادہ نہیں ہوتی اور ۹۱ سال ۵ ماہ ۲ دن سے کم نہیں ہوتی اگر میعاد (مدت) مذکور میں کسی کا اجل آجاتا ہے تو رحلت کر جاتے ہیں۔ جب قطب اس میعاد کے اندر سلوک میں ترقی کرتے ہیں تو افراد کے مقام پر پہونچ جاتے ہیں اور افراد کی عمر (میعاد) ۵۵ سال ہوتی ہے نہ زیادہ نہ کم اگر اس میعاد میں اجل آجاتا ہے تو رحلت کر جاتے ہیں اور اگر اس مدت میں سلوک میں ترقی کرتے ہیں تو قطب حقیقی کے مقام تک پہونچ جاتے ہیں اور قطب حقیقی کی عمر یعنی میعاد ۳۲ سال اور ۱ دن ہوتی ہیا ور یہ مقام مقام معشوقی ہے۔ قطب وحدت اور مرتبہ محبوبیت یہ ہے کہ جو کچھ معشوق کہتا ہے حق تعالیٰ عزوجل وہی کرتا ہے۔

(بحر المعانی با حوالہ مراۃ الاسرار ۱۰ ۵ ص)

یہ مقام بطفیل محبوب مطلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم انکے وارث اکمل سرکار قطب المدار کو وراثتاً حاصل ہوا کتاب مدار اعظم کے ص 54 پر حضرت علامہ مولانا فرید احمد نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت شاہ مدار صاحب کو یہ

مرتبہ حاصل تھا اور اس مقام کے تعلق سے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں سورہ الم نشرح کی تفسیر کرتے ہوئے ۲۱ ویں نشیمن میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کا ذکر فرماتے ہیں جس میں محبوبیت کے چند اوصاف انہوں نے بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں: ایک محبوب نازنین مہ جبین

(۱) ایک کعبہ مثال ہے کہ جسکے جسم کو تجلی جمال الٰہی نے اپنا آشیانہ بنالیا۔

(۲) اور ایک (طور تمثال) ہے کہ جس پر انوار حسن ازلی چمکے اور شان محبوب اس میں جلوہ گر ہوئی۔

(۳) وہ اپنی جاذبہ محبت سے دلوں کا شکار کرتا ہے اور ہزار در ہزار عاشق حسن ازلی دیوانہ وار بلا توقع کسی منفعت اور استفادہ کمال کے اسکی کمند جاذبہ کو ہاتھ میں لینے کو دوڑے آتے ہیں اور اسکے آستانہ پر سجدات کرتے ہیں اس کے جمال کے مشتاق ہوتے ہیں۔

اور یہ مرتبہ ان مراتب سے ہے جو کسی بشر کو نہیں ملا مگر بطفیل اس محبوب مقبول کے البتہ بعض اولیاء امت کو شمہ محبوبیت سے حصہ ملا اور وہ مسجود خلایق اور محبوب دلہا ہوئے جیسے حضرت غوث الاعظم اور حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہما۔ (تفسیر فتح العزیز)

مذکورہ بالا عبارت سے چند باتیں مستفاد ہوتی ہیں جو حضور مدار العالمین کی ذات اقدس میں نمایاں طور پر موجود تھیں اور اس لحاظ سے آپکی محبوبیت آفتاب نیم روز سے زیادہ روشن ہے:-

(۱) کعبہ مثال ہونا سرکار قطب المدار کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرنے والوں پر مخفی نہیں ہے کہ حضور۔ مدار العالمین کعبہ مثال تھے جسکی تفصیل کتب سیر کے سینکڑوں اوراق میں بکھری ہوئی ہے کہ آپ کے چہرہ با کمال پر جس کسی کی بھی نظر پڑ جاتی تھی وہ سجدہ میں گر جاتا تھا اور سرکار مدار پاک کو اپنی اس عظمت کا عرفان تھا اسی لئے آپ نے اپنے مرید شیخ محمد لاہوری کو اپنے طواف کا حکم دیدیا تھا اور جب انہوں نے اپنے پیرومرشد کا طواف کیا تو انہیں نظر آیا کہ وہ پیرومرشد نہیں بلکہ خانہ کعبہ ہے مقام محبوبیت پر فائز ہونے والا تو بدرجۂ اولی مدار العالمین ہوا مندرجہ بالا حوالہ جات سے ایک قطب المدار کا مدار العالمین ہونا ثابت ہو چکا ہے اب رہا لفظ عالمین دیکھنا یہ ہے کہ کیا یہ لفظ رب العالمین یا رحمتہ اللعالمین یا انبیاء علیھم السلام کیلئے ہی خاص ہے یا کسی غیر نبی کیلئے بھی عالمین کا اطلاق ہوا ہے تو سب سے پہلے ہم اللہ پاک کی کتاب قرآن عظیم پڑھتے ہیں جس کے بعد کوء کتاب معنی نہیں رکھتی ہے سورہ بقرہ کی دو آیتوں میں آیت نمبر 37 اور آیت نمبر 122 میں اللہ فرماتا ہے یابنی اسرائیل الذکروا نعمت التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین اسی طرح سے سورہ آل عمران میں بھی دو جگہ غیر انبیاء کیلئے عالمین کا لفظ آیا ہے

ان اللہ اصطفی آدم نوحاؤ و آل ابراھیم وآل عمران علی العالمین آیت نمبر 33 اذقالت الملئکتہ یامریم ان اللہ اصطفک وطھرک واصطفک علی نساء العالمین (آیت نمبر 42)

ان آیات میں اللہ رب العالمین نے غیر انبیاء کیلئے لفظ عالمین استعمال کیا ہے جو بغیر چون وچرا قبول ہونا چاہئے تو اگر مدار کیلئے لفظ عالمین استعمال کریں تو کیا شرعی قباحت ہوگی۔ قرآن کریم سے جواز کی دلیل لیتے ہوئے بہت سے علماء کرام نے عالمین کی اضافت کی ہے اگر یہ کہا جائے کہ عالمین بول کر انبیاء پر فضیلت دینا مقصد ہے تو یہ اپنی اپج ہوگی نا کہ قائل کی نیت عالمین بول کر انبیاء علیھم الصلوۃ والسلام پر فضیلت نہیں دی جاتی ہے نہ انکا بھی مدار کہا جاتا ہے۔ عرض کردوں کہ جہاں تک عالمین لفظ کی اضافت کی بات ہے تو

بہت سے علماء نے بزرگوں کیلئے عالمین لفظ کومضاف کیا ہے جیسے ۔تصوف کی کتاب شراب معرفت کے ص 11 پر حضرت صابر کلیری رحمتہ اللہ علیہ کومخدوم العالمین لکھا ہے تو کیا عالمین میں جملہ انبیاؤ مرسلین بھی شامل ہیں کتاب مسائل سماع میں عرفان علی بیسل پوری نے میر عبدالواحد بلگرامی کیلئے سید علماء العالمین لکھا ہے کیا یہاں بھی صحابہ وتابعین بلکہ جملہ انبیاء ومرسلین شامل ہیں حاشیہ ابن عابدین الشامی ص 4 پر سلطان عبدالعزیز خاں کوملجائے عامتہ المسلمین بل کافتہ الناس اجمعین لکھا ہے تو کیا کافتہ الناس اجمعین میں جملہ انبیاؤ مرسلین بھی شامل ہیں ۔ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ ایک مخصوص طبقہ پر فضیلت دی گ ء ہے جیسا کہ فضلتکم علی العالمین کی تفسیر بیضاوی اور دیگر کتب تفسیر میں ای عالمی زمانھم یعنی انکے زمانے کے موجودات اکثریہ پر فضیلت دی گ ء عالمین کا معنی ہر جگہ یکساں نہیں ہوگا جہاں جیسا قرینہ ہوگا ویسا ہی معنی ہوگا۔ہم تواحتیاط کا دامن پکڑے ہیں مگر قصیدۂ غوثیہ میں حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی علیہ الرحمہ نے سرکار غوث اعظم کورحمتہ العالمین تک کہہ دیا ۔

دستگیر بیکساں چارۂ بے چارگاں
شیخ عبدالقادر است آں رحمت للعالمین

(مظہر جمال مصطفاص 92)

اب اس کی کوئی تاویل پیش کی جائیگی یا حضرت زکریا ملتانی فتوی کی زد میں آئینگے اگر تاویل ہوتو وہی تاویل مدارالعالمین کیلئے بھی کی جائے ۔واقعہ یہ ہے کہ بہت سے علمائے کرام نے صفاتی ناموں کی عالمین کی طرف اضافت کی ہے جس کا مقصود صحابہ وتابعین انبیاء ومرسلین پر فضیلت دینا نہیں بلکہ ایک خاص دور زمانہ اور مخصوص جماعت مراد ہے مخصوص دور میں مخصوص طبقہ پر فضیلت دینا ملقب بہ کی فضیلت کواجاگر کرنا ہے جہاں تک لفظی ترکیب کی بات ہے تو عالمین کے معانی ومفاہیم میں جتنی وسعت ہے اتنی ہی اس کے مصداقات میں وسعت ہے دراصل عالم کی جمع عالمین ہے جمع قلت اور الف لام ختم کردینے سے جمعیت ختم ہوجاتی ہے اور وہ جنس کی منزل میں ہوجاتا ہے ہر جنس پر اس کا اطلاق ہوتا ہے اور قلیل وکثیر دونوں پر صادق آتا ہے جیسا کہ نحو کا قاعدہ واصول ہے مدارالعالمین وہ بولتے ہیں جنہیں طریقت و تصوف سے لگاؤ اور انسیت ہوتی ہے جیسے بڑے بڑے علماء کرام سیدنا قطب المدار کو مدارالعالمین کہتے تھے کہتے ہیں اور صبح قیامت تک اہل حق کہتے رہینگے جیسا کہ مارہرہ مطہرہ کے مولانا مفتی آل مصطفیٰ مارہروی علیہ الرحمہ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ حضرت سیدنا آل احمد اچھے میاں قدس سرہ العزیز اپنے عہد مبارک میں مدارالعالمین سے منسوب ایک میلہ قائم کیا تھا جو 9 جمادی الاول کو برابر ہوتا تھا میرے استاد محترم مفتی محمد اسرافیل صاحب کے استاد دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور کے مفتی اور مدرس حضرت علامہ مولانا مفتی بدرعالم صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے اپنے مکتوب میں لکھا کہ بارگاہ مدارالعالمین میں میرا سلام عرض کرنا ۔فضیلتہ الشیخ حضرت مولانا مفتی مبارک حسین صاحب مصباحی مدرس اشرفیہ مبارک پور نے اپنی تقریر میں مدارالعالمین فرمایا حضرت علامہ مفتی محمد رضا صاحب مصباحی مدرس اشرفیہ مبارک پور نے مدارالعالمین لکھا مجدد مرادآبادی حضرت علامہ مفتی سید انتخاب حسین صاحب قدیری اشرفی مداری علیہ الرحمہ نے پوری ایک کتاب بنام حیات حضومدارالعالمین لکھی ۔ان مقتدر صاحبان علم وفضل کے نزدیک مدارالعالمین کہنا جائز ہے اور جنہوں نے عدم جواز کا قول کیا ہے وہ عصبیت اور تنگ نظری کا شکار ہوکر عظمت قطب المدار کے منکر ہیں ۔اللہ پاک انہیں سچ کہنے بولنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین

• • •

QUARTERLY URDU

RAHBARE NOOR

MAKANPUR SHARIF, KANPUR

R.N.I.No. UPURD/054331/1347785/2019

L-POST REGISTRATION

"RAHBARE NOOR" K.P.(M.) /007/2021-23

MAKANPUR SHARIF, KANPUR, INDIA PINCODE-209202

گزشتہ آٹھ برس کی مضبوط رسرچ اور تحقیق ہیئت اور
خانقاہی نظام زندگی کا شاہکار، اہل تصوف اور اکابر
اولیائے کرام کی انوکھی تاریخ جو آپ کو
معلومات کے نئے خزانے عطا کردے گی۔

ہم لا رہے ہیں ایک ایسی تاریخی دستاویز جو صدیوں تک
اہل علم و دانش کیلئے مشعل راہ بن کر زندہ رہے گی۔

تاریخ مکن پور شریف
اور
مشائخ سلسلہ عالیہ مداریہ

596
دیدہ زیب صفحات
20x30/08
کا عمدہ سائز

قیمت 838 روپے رنگین اور مضبوط جلد کے ساتھ

242
تحقیقی و تاریخی
مضامین

CHIEF EDITOR
ABUL MASHRAB

SYED MUQTIDA HUSAIN JAFRI

H.O.: P.O. Makanpur Sharif, Kanpur Nagar, India- 209202

Please Contact us: 95667119, 8737967832
6394344966, 9760422993, 8840701867

AL-MADAR OFFSET, KANPUR M.8795601301